وجودِ باری تعالیٰ

نظریہ ہائے علم الکلام کی روشنی میں (۲)

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر ☆

اس مضمون کی سابقہ قسط میں ہم نے وجود باری تعالیٰ کے بارے میں ''نظریہ عرفان'' (The Theory of the Unity of Being) کا ایک تجزیاتی مطالعہ پیش کیا تھا۔ اس نظریے کے مطابق انسان اور کائنات کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے علم اور خیال کی ہے۔ ''وجود'' ایک ہی ہے اور وہ حق سبحانہ وتعالیٰ کا وجود ہے۔ انسان اور کائنات کی ہر چیز کی حقیقت اللہ کے علم میں موجود اس چیز کا ''عین ثابت'' ہے کہ جس نے خارجی وجود کی بوتک نہیں چکھی ہے۔ انسان کی حقیقت اس دنیا میں موجود گوشت پوست کا بنا ہوا وہ انسان نہیں ہے کہ جس کا ہم مشاہدہ کر رہے ہیں بلکہ انسان کی حقیقت ''عین ثابت'' ہے کہ جس نے خارجی وجود کی بوتک نہیں چکھی ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ کے خالق ہونے کا یہ معنی نہیں ہے کہ اس نے اپنی ذات سے خارج میں ''حادث'' کو پیدا کیا ہے بلکہ انسان اور کائنات کی ہر چیز کی تخلیق کا معنی یہ ہے کہ وہ اشیاء حق سبحانہ وتعالیٰ کی تجلی کے سبب سے اسی کے علم و خیال ہی میں دیگر اشیاء سے ممیّز ہو گئیں۔ پس مخلوق کی علت ''تجلی ذات'' اور حقیقت ''عین ثابت'' ہے۔ اب اس قسط میں ہم ان شاء اللہ وجود باری تعالیٰ کے بارے میں دہریوں (atheists) کے نقطہ نظر کا جائزہ لیں گے۔

ملحدین اور خدا ناشناس (atheists) مخلوق کے وجود کو مانتے ہیں اور خالق کے انکاری ہیں جبکہ عرفانی صرف خالق کا وجود مانتے ہیں اور مخلوق کو خالق کا خیال قرار دیتے ہیں[1]۔ منکرین خدا (atheists) کے پاس خدا کے انکار کی جو سائنسی دلیل ہے وہ دو علوم 'فزکس اور بیالوجی' سے پیدا کی گئی ہے۔ نظریاتی فزکس میں کائنات کی ابتداء کو متعین کرنے کے لیے بگ بینگ (Big Bang) کا نظریہ پیش کیا گیا جبکہ نظریاتی بیالوجی میں انسان کی ابتداء کو جاننے کے لیے ارتقاء کا نظریہ (Theory of Evolution) سامنے آیا۔ یہاں ہم نہ صرف دونوں قسم کے نظریات کا ایک تجزیہ پیش کریں گے بلکہ متبادل نظریہ تخلیق (Creationism) کا بھی ذکر کریں گے۔

(۱) نظریۂ انفجارِ عظیم (Big BangTheory)

اس نظریے کے مطابق یہ کائنات ہی کل وجود (Totality of Existence) ہے اور یہ ستاروں' سیاروں اور کہکشاؤں پر مشتمل ہے۔ اس کائنات میں تقریباً سو ارب سے زائد کہکشائیں (Glaxies) موجود ہیں اور ایک کہکشاں میں دس لاکھ سے لے کر ایک ہزار کھرب تک ستارے ہوتے ہیں۔ اس کائنات کی عمر

☆ mzubair@citilahore.edu.pk

13.798+0.037 ارب سال ہے۔انسان ابھی تک کائنات کے ایک مختصر حصے کا مشاہدہ کر پایا ہے۔ یہ کائنات اس طرح پھیل رہی ہے کہ کہکشاؤں کا درمیانی فاصلہ بڑھتا چلا جا رہا ہے۔[۲]

شروع میں اہل سائنس میں کائنات کی ابتداء کے حوالے سے ''مستحکم حالت کا نظریہ'' (Steady State Theory) معروف تھا کہ جس کے مطابق یہ کائنات ہمیشہ سے تھی اور ہمیشہ رہے گی۔ بگ بینگ کے نظریہ نے یہ دعویٰ کیا کہ کائنات ہمیشہ سے نہیں ہے بلکہ اس کی ایک ابتداء ہے اور اس کی ابتداء آج سے تقریباً تیرہ ارب' ستر کروڑ (13.7 billion) سال پہلے ہوئی ہے۔

نظریہ انفجار عظیم (Big Bang) کے مطابق شروع میں یہ کائنات محض ایک نقطہ تھی کہ جسے ماہرین طبیعیات ابتدائی اکائی/وحدت (initial singularity) کا نام دیتے ہیں[۳]۔ یہ نقطہ لامحدود کثافت (infinite density) اور لامحدود درجہ حرارت (infinite temperature) کا حامل تھا[۴]۔ اب اس بارے میں ماہرین طبیعیات کی آراء مختلف ہیں کہ اس نقطے کا سائز کیا تھا؟ بعض کا خیال ہے کہ ابتدائی اکائی/وحدت (initial singularity) کہ جس سے اس کائنات کا آغاز ہوا ہے' اس میں کسی قسم کا مادہ' توانائی' زمان اور مکان موجود نہیں تھا۔ آسان الفاظ میں یہ کائنات لامحدود حد تک چھوٹے نقطے (ex nihilo) یعنی عدم (A State of Physical Nothingness) سے وجود میں آئی ہے[۵]۔ بعض کا کہنا یہ ہے کہ ابتدائی اکائی/وحدت (initial singularity) کہ جس سے اس کائنات کا آغاز ہوا ہے' ایک طبعی حقیقت (Physical Reality) ہے۔ آسان الفاظ میں یہ کہ شروع میں اس نقطے میں جو کمیت (mass) تھی وہ عمومی یا سہ جہاتی (three dimentional) نہیں تھی بلکہ لامحدود حد تک سکڑی ہوئی (infinitely compressed) تھی[۶]۔ اسٹیون ہاکنگ کے بقول یہ کائنات پلانک سائز (Planck Size) کی تھی یعنی اس کا سائز ایک سینٹی میٹر کا اربواں۔ دس کھربواں۔ دس کھربواں (billion-trillionth-trillionth) حصہ تھا[۷]۔ پروفیسر ڈاکٹر پرویز ہود بھائے کا خیال ہے کہ جب وقت کا آغاز ہوا تو اس وقت اس کائنات کا حجم کوئی ٹینس کے بال برابر تھا[۸]۔

یہ تو اس کائنات کے ابتدائی سائز کی بات ہوئی اور اب ذرا اس کے پھیلاؤ کے تناسب (rate of expansion) پر کچھ بات ہو جائے[۹]۔ اگر ہم یہ فرض کریں کہ شروع میں یہ کائناتی اکائی/وحدت (singularity) ایک سینٹی میٹر قطر کے سکے (coin) جتنی تھی تو لمحہ بھر میں یہ ہماری کہکشاں (Milky Way) سے ایک کروڑ گنا زیادہ پھیل گئی۔ اس آئیڈیا کو ماہرین طبیعیات ''تیز رفتار پھیلاؤ'' (Inflation) کا نام دیتے ہیں[۱۰]۔

لیکن چونکہ آئن اسٹائن کا ''نظریہ اضافت'' (Theory of Relativity) اس ''تیز رفتار پھیلاؤ'' کو ڈیفائن کرنے سے قاصر ہے لہٰذا بعض ماہرین طبیعیات نے اسے ماننے سے انکار کر دیا۔ اور بعض نے کہا کہ اس عمل کی وضاحت کے لیے ایک نئے نظریہ کی ضرورت ہے جو نظریہ اضافت اور ''نظریہ مقادیر برقیات'' (Quantum Theory) کو ملا کر بنایا جائے اور اسے ''کشش ثقل کا نظریہ مقادیر برقیات'' (Quantum Theory of Gravity) کہا جاتا ہے[۱۱]۔ لیکن یہ تھیوری تا حال پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ پائی ہے۔ اسے ''نظریہ

ہمہ شئے“ (The Theory of Everything) بھی کہا جاتا ہے کہ جس پر معروف ماہر طبیعیات اسٹیون ہاکنگ کی کتاب ”The Theory of the Everything“ بھی ہے۔

بعض نے اسے ”نظریہ اوتار“ (String Theory) کا نام بھی دیا ہے اور بعض اسے نظریہ ایم (M-Theory) بھی کہتے ہیں(۱۲)۔ شروع میں ”اسٹرنگ تھیوری“ کے کئی ایک متون (versions) سامنے آئے تھے کہ جنہیں ملا کر انہیں ایک ”ماسٹر تھیوری“ (M-Theory) کی صورت دی گئی کہ جس میں مادے کی گیارہ جہات (eleven dimensions) پر بحث کی گئی تھی۔ ایم۔ تھیوری کے مطابق زمان ومکان کی گیارہ جہتیں ہیں کہ جن میں ایک وقت کی اور دس مکان کی ہیں۔ مکان کی سات جہتیں اس قدر چھوٹی ہیں کہ ہمارے مشاہدے سے باہر ہیں(۱۳)۔

بہرحال بگ بینگ کی ان تفصیلات پر اکتفاء کرتے ہوئے ہمیں یہ کہنا ہے کہ بگ بینگ کا نظریہ کائنات کی ابتداء کیسے ہوئی؟ (How) کا تو جواب دیتا ہے لیکن کیوں ہوئی؟ (Why) کو واضح نہیں کرتا(۱۴)۔ اسٹیون ہاکنگ کا خیال ہے کہ انہوں نے ایم تھیوری (M-theory) کی صورت میں ایک ایسا نظریہ بیان کر دیا ہے کہ جس نے کائنات کے وجود کے بارے بنیادی سوالات کا جواب دے دیا ہے اور وہ اسے The Theory of the Everything کا نام دیتے ہیں۔ لیکن یہ تھیوری بھی ”کیسے“ کا جواب دینے کے لیے وضع کی جا رہی ہے اور جہاں تک ”کیوں“ کا جواب ہے تو اس کے بارے ہاکنگ کا کہنا ہے کہ جب سے یہ حقیقت دریافت ہوئی ہے کہ وقت ایک مکان کی طرح ہے، اس وقت سے یہ سوال بے معنی ہو گیا ہے کہ بگ بینگ سے پہلے کیا تھا؟(۱۵)

پھر ان کا خیال یہ ہے کہ وہ ایک ریاضیاتی مساوات (Mathematical equation) کے ساتھ اس کائنات کی ہر شے کی تشریح کر سکتے ہیں۔ ہماری نظر میں یہ ممکن ہے کہ ہم ایک ہی مساوات (equation) کے ساتھ ساری کائنات کی تشریح کر سکیں لیکن وہ مساوات ”خالق اور مخلوق کا باہمی تعلق“ کی مساوات ہے، نہ کہ کوئی ریاضیاتی یا طبیعیاتی مساوات۔

اگر ہم کسی دہریے (atheist) سے یہ سوال کریں کہ وہ خالق ہے یا مخلوق؟ تو اس کا لازم جواب یہی ہوتا ہے کہ وہ مخلوق ہی ہے اور وہ اپنا خالق آپ ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا ہے۔ اب اس سے اگلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ ایک مخلوق ہے تو اس کا خالق کون ہے؟ یہاں بعض مؤمنوں کو یہ غلطی لگتی ہے کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ملحدین کسی خدا کو نہیں مانتے۔ دہریے اگرچہ مذہب کے خدا کو نہیں مانتے لیکن وہ اس کائنات کا خالق (creator) ضرور مانتے ہیں اور وہ خالق ان کی نظر میں قوانین فطرت (laws of nature) ہیں۔(۱۶)

ولیم پیلے [William Paley (1743-1805)] ایک عیسائی متکلم ہیں کہ جنہوں نے خدا کے وجود کے اثبات میں Natural Theology or Evidences of the Existence and Attributes of the Deity کے عنوان سے ایک معرکۃ الآراء کتاب لکھی۔ اس کتاب نے اپنے دور کے سب سے بڑے دہریے ڈیوڈ ہیوم کے افکار کو لگام ڈال دی تھی۔ یہ کتاب ۱۹۲۰ء تک کیمبرج یونیورسٹی کے نصاب میں رہی ہے۔ پوپ نے غالباً ۱۹۷۲ء میں اسے عیسائیت کی دلیل کی کتاب قرار دیا۔

خدا کے وجود کے بارے میں ''پیلے'' کی بنیادی دلیل مشابہت کی دلیل ''Watchmaker Analogy'' کہلاتی ہے۔ یعنی اگر ایک پیچیدہ گھڑی' کسی گھڑی ساز کے بغیر نہیں ہوسکتی اور جدید ٹیلی سکوپ کسی موجد کے بغیر نہیں ہوسکتی تو کائناتی گھڑی اور آنکھ کسی خالق کے بغیر کیسے ہوسکتے ہیں؟ کیونکہ دونوں اپنے نظام میں عام گھڑی اور ٹیلی سکوپ سے زیادہ پیچیدہ ہیں۔

چارلس ڈارون سے لے کر رچرڈ ڈاکنز تک ہر بڑے دہریے نے ''پیلے'' کی اس دلیل کا جواب دینا چاہا ہے۔ ڈارون کو کہہ سکتے ہیں کہ وہ مطلع (updated) نہیں تھا' لیکن رچرڈ ڈاکنز جیسا ماہر حیاتیات جب یہ کہتا نظر آتا ہے کہ اس کائنات کا خالق اندھے بہرے طبعی قوانین (blind forces of physics) ہیں تو انسان سر پیٹ کر رہ جاتا ہے[۱۷]۔ اب ملحدوں کا مؤمنوں سے مطالبہ یہ ہے کہ وہ یہ ثابت کریں یعنی اس بات پر منفی دلائل لے کر آئیں کہ اس کائنات کا خدا ''اندھا' بہرا اور بے عقل'' نہیں ہے بلکہ ''سمیع' بصیر اور حکیم'' ہے۔[۱۸]

اسٹیون ہاکنگ' آئن اسٹائن کے بعد ایک بڑا سائنس دان سمجھا جاتا ہے۔ بلاشبہ ہاکنگ کی The Theory of the Everything نے عمدہ سوالات تو خوبصورت طریقے سے اٹھا دیے لیکن ساتھ ہی اس سوال کو غیر متعلق قرار دیا ہے کہ قوانین فطرت کا مبدا (origin of laws of nature) کیا ہے؟ وہ اس بارے کچھ بات کرنے کو تیار ہی نہیں ہیں سوائے یہ بتلانے کے کہ گلیلیو (Galileo)' کیپلر (kepler)' ڈیکارٹ (Descartes)' کاپرنیکس (Copernicus) اور نیوٹن (Newton) ان قوانین قدرت کو خدا کا کام (Work of God) مانتے تھے[۱۹]۔

یہ سب سائنس دان تو خدا (Personal God) پر ایمان رکھتے ہی ہیں بلکہ ان کے علاوہ آئن سٹائن (Einstein)' آرتھر کامٹن (Arthur Compton)' پاسکل (Blaise Pascal)' ارنسٹ ہیکل (Ernst Haeckel)' جیمز میکس ویل (James Maxwell)' بیکن (Francis Bacon)' لوئیس پاسچر (Louis Pasteur)' گریگر (Gregor Mendel)' گاٹ فریڈ (Gottfried Leibniz)' مارکونی (Guglielmo Marconi)' میکس پلانکس (Max Planck)' تھامسن کیلون (Thomson Kelvin)' ہینز برگ (Werner Heisenberg)' ایرون شیلڈینر (Erwin Schrodinger)' فرانسس کولنز (Francis Collins)' جان ایکلز (John Eccles) وغیرہ بھی خدا کے وجود پر ایمان اور یقین رکھتے ہیں[۲۰] لیکن عصر حاضر میں جو تھیوری بھی اپنے بارے میں Theory of the Everything ہونے کا دعویٰ کرے گی تو اسے تو ان سارے سوالات کا جواب دینا پڑے گا۔

چلیں اگر بفرضِ محال ہم اس نظریے پر ایمان لے آئیں کہ قوانین فطرت (laws of nature) نے کائنات کو پیدا کیا ہے تو اگلا سوال یہ پیدا ہوا کہ قوانین فطرت کا مبدا (origin) کیا ہے؟ یا ہم اس کو مان لیں کہ اس کائنات کی ابتدا بگ بینگ (Big Bang) سے ہوئی ہے تو اگلا سوال یہ پیدا ہوگا کہ اس سے پہلے کیا ہے؟

پہلی بات تو یہ ہے جب تک آپ کا نظریہ ان بنیادی سوالات کی وضاحت نہیں کرتا اس وقت تک یہ نامکمل اور ناقص ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ بگ بینگ وغیرہ ابھی نظریہ (theory) ہے نہ کہ مشاہدہ (observation) یا

تجربہ (experiment) اور کسی سائنسی نظریہ پر ایمان لانا، کسی مذہبی نقطہ نظر پر ایمان لانے سے کس طرح مختلف ہو سکتا ہے؟ کیا دونوں اندھا ایمان (blind faith) نہیں ہیں؟ بگ بینگ کے حق میں جو سائنسی دلائل بیان کیے جاتے ہیں تو ان کی تصدیق کتنوں کو نصیب ہے؟ ہبل (Hubble) سے پھیلتی ہوئی کائنات کا مشاہدہ کتنوں کو نصیب ہے؟ یا سرخ تغیر (Red Shift) اور کائناتی پس پردہ شعاع ریزی (Cosmic Background Radiation) کو کتنے لوگ سمجھ سکتے ہیں؟ ایک بدو کے لیے حضرت جبرائیلؑ کے نزول اور کائنات کے پھیلاؤ پر ایمان لانے میں کیا فرق ہے؟ اور ایک دیہاتی کے لیے واقعہ معراج کو مان لینے اور چاند پر انسان کی لینڈنگ پر ایمان لانے میں کیا فرق ہے؟ کیونکہ ایک عام شخص کے پاس وہ اہلیت وصلاحیت اور آلات وساز وسامان (Tools and Resources) نہیں ہیں کہ جن کی مدد سے وہ سائنسدانوں کے کسی دعویٰ کی تصدیق کر سکے۔ وہ صرف ایک ہی راستے سے سائنسدانوں کی بات مان سکتا ہے اور وہ ان پر ایمان اور یقین کا راستہ ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ اگر کائنات کی ابتدا کے بارے میں کوئی سائنسی نظریہ، مشاہدہ یا تجربہ (observation or experiment) سے ثابت ہو بھی جائے تو دنیا میں کتنے لوگ ہیں جو سائنسی مشاہدے یا تجربات کو متعلقہ علوم کی اصطلاحی زبان میں (in terms of concerned sciences) سمجھنے کی صلاحیت اور اہلیت رکھتے ہیں؟ ایم تھیوری سے اگر آپ کائنات کی تشریح کر دیں تو اس تھیوری کو دنیا میں سمجھنے والے کتنے لوگ ہوں گے؟ اپنی اہلیت اور علم دونوں پہلوؤں سے؟ ایم۔تھیوری، ماہرین فزکس کی سمجھ میں جتنی آئے سو آئے، بقیہ دنیا کے لیے یہ سائنس نہیں بلکہ سائنسدانوں پر ایمان بالغیب کا سوال ہی رہے گا۔

چوتھی بات یہ ہے کہ ابھی تو بگ بینگ پر تحقیقات سامنے آ رہی ہیں اور کچھ سائنسدانوں نے اسے چیلنج کرنا شروع کر دیا ہے، جیسا کہ حال ہی میں جرمن یونیورسٹی ہائیڈل برگ (Heidelberg University) کے ایک نظریاتی ماہر طبیعیات (theoretical physicist) نے A Universe without Expansion, 2013 کے نام سے ایک ریسرچ آرٹیکل پیش کیا ہے۔(۲۱)

اور یہ ایک امر واقعہ ہے کہ بگ بینگ (Big Bang)، ارتقاء (Theory of Evolution)، بلیک ہولز (Black Holes) اور کثیر کائناتی (Multiverse) نظریات اس سے زیادہ ایمان بالغیب کے متقاضی ہیں کہ جتنا کتاب مقدس اپنے ماننے والوں سے کرتی ہے۔ پہلے ہاکنگ کا کہنا تھا کہ بلیک ہولز ہیں اور اس میں افق وقیعہ (event horizons) ہیں اور اب اس کا کہنا ہے کہ افق وقیعہ نہیں بلکہ افق واضحہ (apparent horizons) ہیں کہ جس کا مطلب ہے کہ کوئی بلیک ہول موجود نہیں ہے کہ جس میں داخل ہونے کے بعد آپ باہر نہیں نکل سکتے، بلکہ وارم ہول (worm hole) موجود ہیں کہ جن میں ایک بار داخل ہونے کے بعد آپ دوسری طرف سے نکل کر ایک دوسری کائنات میں پہنچ جائیں گے۔ (۲۲)

بگ بینگ کو اگر مان بھی لیا جائے تو وہ بھی کسی مادے (mass) اور توانائی (energy) کے بغیر تو نہیں ہو سکتا اور سوال یہ ہے کہ وہ مادہ اور توانائی کہاں سے آئی تھی؟ زیرو کو جمع کر لیں، منفی کر لیں، ضرب دے لیں یا تقسیم کر لیں، ہر صورت میں جواب زیرو ہی ہوگا۔ اب کیا اشرف المخلوقات اس قدر گر جائے گا کہ سمیع وبصیر اور

وحدہٗ لاشریک کے مقابلے میں اندھے بہرے مادی قوانین فطرت کے نہ صرف خالق اور مدبر (creator and organizer) بلکہ رازق (sustainer) اور قدیر (powerful to will anything) ہونے پر بھی ایمان لے آئے گا؟ اتنی سیدھی سی بات ہے لیکن اس کو سمجھ نہیں آ سکتی کہ جس پر اپنی سمجھ دہریوں کے پاس رہن رکھوانے کا طعن لگ جائے۔(۲۳)

اسٹیون ہاکنگ کا دعویٰ ہے کہ یہ کائنات قوانین فطرت کے سبب سے عدم سے وجود میں آئی ہے اور اس میں کسی خدا کا تصرف شامل نہیں ہے(۲۴)۔ اس کا دعویٰ ہے کہ ایک ستارے کا عدم سے وجود میں آنا تو ممکن نہیں ہے لیکن ایک کائنات کا عدم سے خود بخود وجود میں آنا ممکن ہے اور اس کی وجہ کشش ثقل (law of gravity) کا قانون ہے۔(۲۵)

قوانین فطرت کائنات کو پیدا کر سکتے ہیں لیکن ایک جیٹ انجن نہیں بنا سکتے؟ دہریوں کی یہ عجیب تر منطق ہے؟ پہلی بات تو یہ ہے کہ ''عدم'' (nothing) سے ''عدم'' (nothing) ہی نکل سکتا ہے نہ کہ ''کچھ'' (something)۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر ہم یہ کہیں کہ ''X'' نے ''Y'' کو بنایا ہے تو ''X'' پہلے ہوگا اور ''Y'' بعد میں۔ اور اگر ہم یہ دعویٰ کریں کہ ''X'' نے ''X'' کو پیدا کیا ہے تو ''X'' اپنی پیدائش (creation) سے پہلے موجود ہوگا اور یہ عدم (nothing) سے پیدا نہیں ہوا۔ تیسری بات یہ ہے کہ جب کائنات کے عدم سے وجود میں آنے کے لیے قانون کشش ثقل (law of gravity) کا ہونا ضروری ہے تو یہ عدم سے تو وجود میں نہیں آئی۔(۲۶)

بعض ماہرین طبیعیات تو اس بات کو دبا ہی گئے کہ ''عدم'' (nothing) سے اگر کائنات خود وجود میں آ سکتی ہے تو ان کی ''عدم'' سے مراد کیا ہے' جبکہ بعض نے ''عدم'' سے مقادیر برقیات خلاء (quantum vacuum) مراد لیا ہے(۲۷) اور اس پر کافی بحث ہے کہ اب عامۃ الناس کو دھوکا دینے کے لیے ملحدین کے ہاں الفاظ کے معانی بھی اپنے ہی مراد لیے جائیں گے(۲۸)۔ بہت سے ماہرین فزکس نے بھی اس کا اقرار کیا ہے کہ الٰہیات (theology) فزکس کا میدان نہیں تھا' لیکن بعض نامور سائنس دانوں نے نظریاتی فزکس (theoretical physics) کے راستے اس میں گھس کر اپنی تحریروں میں سطحیت پیدا کر لی ہے۔ درست بات یہی ہے کہ قوانین فطرت بیانیہ (descriptive) اور خبریہ (predictive) ہو سکتے ہیں لیکن خالق (creator) نہیں ہو سکتے۔

اور فزکس میں خود کوانٹم میکانکس (quantum mechanics) اور نظریہ اضافت (general relativity) کے میدانوں (disciplines) کے باہمی اختلاف نے فزکس کے راستے حقیقت (reality) تک رسائی کو تقریباً ناممکن بنا دیا ہے۔ پہلی شاخ کی بنیاد electromagnetic' strong nuclear اور weak nuclear قوتوں پر ہے جبکہ دوسری میں اصل کشش ثقل (gravity) ہے۔ اور اس موضوع پر مطالعہ یہ بتلاتا ہے کہ کوانٹم گریوٹی (quantum gravity) کے راستے اسٹرنگ تھیوری (string theory) وغیرہ جیسی کوششوں سے انہیں جمع کرنا تاحال ایک خواہش سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔

علاوہ ازیں کوانٹم میکانکس میں اصول لایقینیت (uncertainty principle) اور موج وذرہ دوگانگی (wave-particle duality) نے تو اس مقدمے کو کچھ اور یقینی بنا دیا ہے کہ فزکس کے راستے حقیقت (reality) تک رسائی ناممکن ہے۔ یعنی الیکٹران جیسے ذرّے کی سطح پر ان کے لیے یقین سے کوئی بات کرنا مشکل ہو گیا ہے کہ وہ ذرّہ ہے یا موج' تو یہ اتنی بڑی کائنات کے بارے کیا خبر دیں گے؟

اگر بگ بینگ کو مان بھی لیا جائے تو بھی ڈیزائن کی دلیل (Design Argument) اس بات کی متقاضی ہے کہ خالق کو مانا جائے۔ مثلاً کیا وجہ ہے کہ بگ بینگ میں توسیع کائنات کا تناسب (rate of expansion of the universe) اتنا ہی کیوں ہے کہ جو زندگی کے لیے معاون (supporting for life) ہو؟ اسی طرح اس تھیوری میں سینکڑوں مقامات پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے اور ہر جگہ اس کا جواب اتفاق (chance) سے دینا ناممکن بلکہ نظریہ احتمال (probability theory) کے بھی خلاف ہے۔

اس ''اتفاق'' کے اعتراض کا جواب دینے کے لیے دہریوں کی طرف سے ''کثیر کائناتی'' (Multiverse) کا نظریہ پیش کیا گیا ہے اور ہمارے سادہ لوح مسلمان سائنس دان اس نظریے کو قرآن مجید سے ثابت کرنے کی کوششیں فرما رہے ہیں۔ معلوم نہیں ہمیں کیا ہو گیا ہے؟ کیا ہم مغرب کے جملہ سائنسی اوہام (superstitions) کو قرآن مجید سے ثابت کر کے ہی کتاب اللہ اور سائنسی نظریہ دونوں کی حقانیت (authenticity) ثابت کر سکتے ہیں؟

اور اب تو ''متوازی کائنات'' (parallel universe) اور ''مخالف زمین'' (counter earth) وغیرہ جیسی ابحاث کا مطالعہ کرنے سے یہ سائنس کم اور ''افسانہ'' (fiction) زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ اور اللہ نہ کرے کہ ہمارے ہاں کسی مخلص مسلمان سائنس دان کو یہ خیال سوجھے کہ وہ اس ''افسانوی سائنس'' (theoretical physics) سے ''عالم مثال'' کا وجود ثابت کرنے کی کوشش کرے۔ سائنس دان بلیک ہولز کے تصور سے رجوع کر رہے ہیں اور ہم بلیک ہولز کو قرآن مجید سے ثابت کر کے سائنس اور قرآن میں تطبیق پیدا کر رہے ہیں۔

(۲) نظریہ ارتقاء (Theory of Evolution)

رہی بیالوجی کی بات تو زمین پر حیات کی ابتدا (Origin of Life on Earth) سے ہٹ کر کائنات کے مبدأ (origin of the Universe) کے بارے کچھ پیشین گوئی (predict) اس کے بس سے باہر ہے' کیونکہ یہ اس کا موضوع اور میدان ہی نہیں ہے۔ تو یہ نظریہ بھی نامکمل اور ناقص ہے اور اس قابل نہیں ہے کہ The Theory of the Everything بن سکے۔

دوسری بات یہ ہے کہ نظریہ ارتقاء کو مان لینے کا لازمی نتیجہ خدا کا انکار (atheism) نہیں ہے۔ ''نظریہ تخلیق'' (creationism) نے جو مکاتب فکر (schools of thought) پیدا کیے ہیں ان میں Theistic Evolution اور Intelligent Design نے ارتقاء کو خدا کے وجود کی دلیل کے طور پر بیان کیا ہے۔ امریکن ماہر جینیات (geneticist) ڈائریکٹر این آئی ایچ (NIH) کی کتاب The Language of God: A Scientist Presents Evidence for Belief اسی سلسلے کی کوشش ہے۔

پھر ارتقاء ایک نظریہ (theory) ہے یا امر واقعہ (fact)' اس بارے ماہرین حیاتیات (biologists) کا اختلاف ہے۔ ڈاکنز (Dawkinz) کے نزدیک یہ ایک امر واقعہ (fact) ہے' فٹشیو (Kirk Fitzhugh) نے اسے نظریہ (theory) کہا ہے۔ اور جولین ہکسلے (Julian Huxley)' رچرڈ لینسکی (Richard Lenski) وغیرہ کا کہنا ہے کہ یہ کچھ نظریہ (theory) ہے اور کچھ امر واقعہ (fact)۔ اور جسے امر واقعہ کہا جا سکتا ہے وہ وقت کے ساتھ حیاتیات میں تبدیلی (change in organism during the history) ہے' جبکہ اس کے علاوہ ابھی نظریہ ہے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ نظریہ ارتقاء کو امر واقعہ (fact) ماننے کا جواب ''غیر محدود پیچیدگی'' (Irreducible Complexity) ماننے کے نظریہ میں مکمل طور موجود ہے کہ جس پر مائیکل بیہے (Michael Behe) نے Darwins's Black Box: The Biochemical Challenge to Evolution کے نام سے ایک معرکۃ آلاراء کتاب لکھی اور ثابت کیا کہ مخلوق میں ارتقاء فطری انتخاب (natural selection) کے راستے ممکن نہیں ہے۔ اور فطری انتخاب کا نکتہ نظریہ ارتقاء کی جڑ ہے۔ اس کا جواب بعض لوگوں نے The Blind watchmaker سے دینے کی کوشش کی ہے' لیکن المیہ یہ ہے کہ دہریے سنتے دیکھتے خالق کا انکار کرتے کرتے اندھے بہرے خدا کا اقرار کر بیٹھے۔

عصر حاضر کے دہریوں نے خدا کے انکار کے نتیجے میں جو جہالت پیدا کر دی ہے' اس کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ یا تو آپ ارتقاء پر ایمان لاتے ہوئے فطری انتخاب (Natural Selection) کو اندھے بہرے خدا کے طور پر مان لیں یا پھر بگ بینگ پر ایمان رکھتے ہوئے خدائی ذرے (God Particle) کی کھوج کی صورت میں اندھے بہرے خدا کی تلاش کی مہم جاری رکھیں۔

اور پانچویں بات یہ ہے کہ اگر ڈارون کے نظریہ ارتقاء کو بفرضِ محال امر واقعہ (fact) مان بھی لیا جائے تو پھر بھی ایک عام شخص کے لیے یہ ماہرین حیاتیات (biologists) پر اندھا ایمان (blind faith) لانے کا سوال ہی بنتا ہے' کیونکہ عامی کے پاس نہ تو اس نظریے کے جمیع پیچیدہ اور تفصیلی مراحل کو سمجھنے کی صلاحیت ہے اور نہ ہی اتنا علم کہ ان کا تنقیدی یا تجزیاتی جائزہ لے سکے۔

چھٹی بات یہ ہے کہ ڈی این اے میں تبدیلی (change in DNA) ارتقاء کے حق میں جتنی دلیل بنتی ہے' اس سے زیادہ اس کے خلاف دلیل بنتی ہے۔ رینگنے والے جانوروں (reptiles) کے ڈی این اے (DNA) میں پرندوں کے پروں کے بارے کوئی معلومات (information) نہیں ہوتی تو یہ اضافی انفارمیشن (additional information) کہاں سے آ گئی؟ امر واقعہ یہ ہے کہ جینیاتی تبدیلی (genetic mutation) سے جینیاتی انفارمیشن (genetic information) پیدا نہیں ہوتی بلکہ کم ہی ہوتی ہے۔ اور اضافی فارمیشن کے لیے ''intellect'' کا ہونا ضروری ہے۔

قرآن اور سائنس

بعض مخلص مسلمان بگ بینگ کی تھیوری اور بعض ڈارون کا نظریہ ارتقاء قرآن مجید سے اس طرح ثابت

کرتے ہیں جیسے بنیادی ایمانیات (fundamental beliefs) قرآن مجید سے ثابت ہو رہے ہوں۔ اس منہج کے مطابق لکھی گئی بعض تفاسیر کا مطالعہ کریں تو قرآن مجید کتابِ ہدایت (Book of Guidance) کم اور سائنس کی کتاب (Book of Science) زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ گویا اب قرآن مجید کی حقانیت اس وقت تک ثابت نہیں ہو گی جب تک کہ وہ مغرب کے جملہ اوہام اور من گھڑت نظریات کی کسوٹی پر پورا نہ اُترے۔

آج سے تقریباً چالیس سال پہلے ہاکنگ نے بلیک ہولز کا نظریہ پیش کیا اور اس کے بعد سے بعض مسلمان سائنس دانوں نے قرآن مجید کی سورۃ الواقعہ کی بعض آیات سے بلیک ہولز کو ثابت کرنا شروع کر دیا۔ اب ۲۰۱۴ء میں وہ تو اپنی تھیوری سے رجوع کر رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے چالیس سال پہلے غلط سمجھا تھا کہ بلیک ہولز سے کسی قسم کی انفارمیشن نہیں نکل سکتی اور جو نکلتی ہے وہ نئی ہوتی ہے۔ اور اب وہ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ ضروری نہیں ہے کہ بلیک ہولز ہر چیز کو اپنے اندر جذب کر لیں اور یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ ہمیں ''event horizons'' کی بجائے ''apparent horizons'' پر سوچنا چاہیے' کیونکہ کوانٹم میکانکس بھی پہلی صورت کو قبول نہیں کرتی ہے کہ جس میں انفارمیشن ختم ہو جاتی ہے۔(۲۹)

ہماری نظر میں یہ رویہ بالکل بھی درست نہیں ہے بلکہ نقصان دہ ہے' کیونکہ آج ہم اگر نظریہ ارتقاء اور بگ بینگ تھیوری کو قرآن مجید سے ثابت کر کے مسلمانوں سے اس پر ایمان لانے کا مطالبہ کریں گے تو کل کلاں اہل سائنس نے ہی اگر ان نظریات سے رجوع کر لیا تو پھر امت سے کیا کہیں گے؟ کہ خدا غلط تھا؟ سائنس میں نظریہ (theory) اور چیز ہے جبکہ امر واقعہ (fact) بالکل اور شے ہے۔ اسی طرح کسی شے کے سائنسی امر واقعہ (scientific fact) ہونے کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ قرآن مجید بھی اسے لازماً ہی بیان کرے۔ قرآن مجید کا موضوع فزکس' بیالوجی' کیمسٹری' ریاضی نہیں بلکہ ہدایت کا بیان ہے۔ البتہ یہ بات درست ہے کہ کتاب اللہ میں بعض ایسی باتیں موجود ہیں کہ جو دیگر علوم کا بھی موضوع ہے' لیکن ان میں بھی پروردگار کا اصل مقصود ہدایت اور نصیحت کا پہلو ہے' جیسا کہ سابقہ قوموں کے حالات و واقعات نقل کیے گئے ہیں یا ماں کے پیٹ میں بچے کی پیدائش کے مراحل بیان کیے گئے ہیں' وغیرہ۔

قرآن مجید کے بیان میں کچھ باتیں محکمات میں سے ہیں جبکہ کچھ متشابہات ہیں۔ کچھ آیات کا مفہوم صریح (explicit) ہے جبکہ کچھ میں ایک سے زائد آراء کی گنجائش ہے۔ بچے کی پیدائش کے جو مراحل قرآن مجید نے بیان کیے ہیں' وہ صریح ہیں۔ انہیں بیان کرنے یا ان کو سائنسی امر واقعہ کے ساتھ ملا کر بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن آج کل کچھ مسلم بیالوجسٹ ارتقاء کے حق میں یہ دلیل دیتے نظر آتے ہیں کہ قرآن مجید میں بھی تو بچے کی پیدائش کے مراحل بیان ہوئے ہیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ بچے کی پیدائش کے مراحل میں جو تبدیلی ہے' وہ ایک ہی نوع (species) کے متنوع مراحل ہیں' جبکہ ارتقاء پسند تو ''چھچھوندر'' سے ''انسان'' بننے کی بات کر رہے ہیں۔ اسی طرح ''مالٹے'' اور ''کنو'' سے ''سنگترہ'' بنانے یا ان سے ''ناریل'' اور ''تربوز'' بنانے یا ''آم'' اور ''کیلا'' بنانے میں کیا کوئی فرق نہیں ہے؟ ''کتے'' کی ایک نسل سے دوسری نسل کے پیدا ہو جانے کے امکان اور ''کتے'' سے ''بلی'' بن جانے کے

امکان میں کیا کوئی فرق نہیں ہے؟ ''ارتقائی درخت'' (evolutionary tree) اسی قسم کے لطیفوں سے بھرا پڑا ہے کہ جس کے مطابق ''کتا'' اور ''ریچھ'' آپس میں چچازاد (cousin) ہیں لیکن دلیل اس کی ''غائب ربط'' (missing link) ہے۔ اور اب تو علمی دیانت داری اور ارتقائی مذہب پر ایمان کا یہ عالم ہے کہ بیالوجسٹ ''بندر'' (apes) اور ''انسان'' کے مابین ''غائب ربط'' (missing link) تلاش کرنے کی بجائے اسے ''بنانے'' کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

رچرڈ ڈاکنز کا کہنا ہے کہ ڈارون نے یہ ممکن بنا دیا ہے کہ ہم ایک فکری طور پر مطمئن و مسلح دہریے (intellectually fulfilled atheist) کی طرح زندگی گزار سکیں (۳۰) جبکہ دوسری طرف ہمارے بعض مسلم بیالوجسٹ قرآن مجید سے ارتقاء کو ثابت کرنے کی مذہبی خدمت سرانجام دینے میں مصروفِ عمل ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ ڈارون سے پہلے ان دہریوں (Atheists) کے پاس تخلیق کائنات اور انسان کی ابتداء کی کوئی توجیہہ موجود نہ تھی اور مذہب اور خدا کا انکار کرنے کے بعد اہل مذہب کی طرف سے متبادل کے سوال پر یہ بغلیں جھانکنا شروع کر دیتے تھے۔ ڈارون کے نظریہ ارتقاء نے تو گویا ان کی چاندی لگا دی ہے' اور اب ان کے پاس خدا اور مذہب کے انکار کے بعد اس کائنات کے موجود ہونے کی کوئی واحد کمزور' نامکمل' گھسی پٹی' غیر منطقی' غیر سائنسی توجیہہ اگر موجود ہے تو وہ ڈارون کا نظریہ ارتقاء ہے۔ اور ڈارون کے نظریہ ارتقاء کا گر جانا دہریت کی عمارت دھڑام سے گرنے کے مترادف ہے۔

قرآن مجید صحابہ کرام ؓ کی زبان میں نازل ہوا اور پروردگار نے ان سے ایسا کلام کیا ہے جو ان کو سمجھ آئے۔ یہ تو کلام الٰہی کا نقص شمار ہوگا کہ وہ نہ تو مخاطبین اوّلین کو سمجھ آیا کہ جنہیں سمجھانے ہی کے لیے وہ نازل کیا گیا تھا اور مزید یہ کہ خدا کا کلام سمجھنے کے لیے ہمیں چودہ صدیاں انتظار بھی کرنا پڑا۔ قرآن مجید کا وہی مفہوم درست ہے جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سمجھا اور سمجھایا' کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝۲﴾ (یوسف)

''بے شک ہم نے قرآن مجید کو عربی زبان میں نازل کیا تاکہ تم سمجھ سکو۔''

دہریت اور الحاد

ذیل میں ہم پاکستان میں دہریت اور الحاد کی اقسام' اسباب' مقاصد' حکمت علمی' اعتراضات' معتقدات' طرزِ استدلال اور علاج کے حوالے سے چند بنیادی مباحث کا تذکرہ کریں گے جیسا کہ ہم نے وجود کی بحث میں کیا تھا۔

(۱) ملحدوں کی حکمت عملی

ملحدوں (atheists) سے مکالمہ (dialogue) کے لیے ضروری ہے کہ پہلے ان کی حکمت عملی (strategy) سے واقف ہوا جائے۔ اہم تربات یہ ہے کہ سطحی ذہن کا ملحد ہمیشہ فروعات پر بحث کرنے کی کوشش کرے گا' اصولوں (principles) پر نہیں۔ وہ اہلِ ایمان کو محمد رسول اللہ ﷺ کی شادیوں' تعدد ازدواج' نکاح

کے وقت حضرت عائشہ ؓ کی عمر‘ لونڈی‘ غلام‘ حجاب‘ نقاب‘ جہاد‘ طالبان‘ داعش وغیرہ جیسے تصورات میں الجھانے کی کوشش کرے گا اور اسے خدا اور مذہب کے انکار کی دلیل بنائے گا۔

ایسے ملحدوں کو فروعات کی بجائے پہلے اصولوں پر لانا چاہیے۔ مکالمے کے لیے پہلا موضوع ''خالق ہے یا نہیں ہے'' ہونا چاہیے۔ جب ''خالق کا ہونا'' ثابت ہو جائے تو پھر ''مخلوق کی مقصدیت'' کو موضوع بحث بنانا چاہیے کہ خالق کی تخلیق بامقصد ہے یا نہیں؟ جب تخلیق کا بامقصد ہونا ثابت ہو جائے تو پھر ''مذہب کی ضرورت'' کو موضوع بحث بنایا جائے کہ مذہب‘ انسانوں کی بنیادی ضروریات میں سے ایک اہم ضرورت ہے یا نہیں؟ جب ''مذہب کی ضرورت'' ثابت ہو جائے تو پھر صرف اسلام ہی کے تمام مذاہب میں مذہب برحق ہونے کو موضوع بحث بنایا جائے۔

جب خدا کا وجود اور مذہب کی ضرورت ثابت ہو جائے تو پھر رسالت کی ضرورت پر بحث کی جائے کہ اگر خدا ہے تو رسول ضروری ہیں یا نہیں؟ جب رسولوں کی ضرورت ثابت ہو جائے تو پھر محمد رسول اللہ ﷺ کے رسول ہونے پر بحث کی جائے کہ وہ اللہ کے سچے رسول ہیں یا نہیں؟ جب ان کا سچا رسول ہونا ثابت ہو جائے تو اب آپ کے لیے اس ملحد کو یہ سمجھانا مشکل نہیں ہے کہ محمد ﷺ نے اتنی شادیاں کیوں کیں؟

جب خدا‘ مذہب اور رسالت ثابت ہو جائیں تو اب آخرت اور جنت وجہنم پر بحث کی جائے۔ جب ان تمام اصولوں پر بحث ہو جائے تو اب فروعات کو زیر بحث لانے میں حرج نہیں ہے۔ جو لوگ اصولوں میں آپ سے متفق نہ ہوں تو ان سے فروعات میں بحث کرنا وقت کا ضیاع ہے۔ اور یہ اس لیے بھی کہ بڑا ذہن ہمیشہ اصولوں پر بحث کرتا ہے نہ کہ فروعات پر۔ اصول درست ہوں تو فروعات بھی درست ہی ہوتی ہیں یا انہیں صرف درست توجیہہ (reasoning and interpretation) کی ضرورت ہوتی ہے‘ لیکن اگر اصول ہی غلط ہوں تو پھر فروعات کبھی درست نہیں ہو سکتیں۔

اور الحاد کو زیر بحث لاتے ہوئے اس کے اصولوں کو ضرور موضوع بحث بنانا چاہیے۔ ملحد ہوشیار ہے‘ وہ آپ کے میدان پر ہی کھیلنا چاہتا ہے‘ آپ اس کے میدان پر بھی کھیلیں۔ یعنی ملحد کے خدا کو موضوع بحث بنائیں اور وہ قوانین فطرت (laws of nature) ہیں یا عدم (Nothingness) ہے‘ وغیرہ۔ ملحد کی کوشش ہو گی کہ آپ سے اس بات پر مکالمہ کرے کہ اللہ موجود ہے یا نہیں؟ اور آپ کی کوشش یہ ہونی چاہیے کہ ملحد کے عقیدے کو موضوع بحث بنائیں کہ قوانین فطرت (laws of nature) اس کائنات کے خالق ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ اور الحاد کا اصل الاصول (prime principle) ''نظریہ ارتقاء'' ہے۔ ملحدوں کے پاس دلیل کی کل جمع پونجی ''نظریہ ارتقاء'' ہے۔ آپ اس نظریے پر بات کرنے کے لیے ملحد کو آمادہ کریں اور اس کو غلط ثابت کر دیں تو ملحد کے ایمان ویقین کی کل عمارت زمین بوس ہو جائے گی۔

(۲) ملحدین کے مذہبی رویے

ملحدین سے مکالمہ کرتے وقت ان کے رویوں کے محرکات (motives of attitudes) کو بھی اچھی طرح سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اچھا دہریہ (Good Atheist) کے الفاظ فی زمانہ ایک اصطلاح کے طور

معروف ہو رہے ہیں اور اس کے کئی ایک مفاہیم مراد لیے جاتے ہیں' جن میں ایک یہ ہے کہ اچھا دہریہ وہ ہے کہ جو خدا کو نہ ماننے کے باوجود کسی سماجی اخلاقی نظام کی پابندی کرتا ہو' وغیرہ۔

میں پہلے ان دہریوں کو بے وقوف سمجھتا تھا کہ جو خدا کے بارے میں اپنے شکوک وشبہات کا اظہار بھی کرتے ہیں' مذہب بیزار بھی ہیں' لیکن ساتھ میں بات بات پر اللہ کا شکر (Thank God) جیسے الفاظ بھی کہہ دیتے ہیں' نماز بھی پڑھ لیتے ہیں' انسانی رشتوں میں بھی اس حلت وحرمت کا دھیان کرنے والے ہیں کہ جو مذہب کی تعلیم ہے' شادی بیاہ اور نکاح وطلاق کے مسائل میں بھی معاشرتی مذہب پر عمل پیرا ہیں۔ ایک دفعہ میں ایک دہریے سے الجھ پڑا کہ مجھے بتلاؤ کہ پاکستان میں کوئی ایسا دہریہ ہے کہ جس نے مرنے سے پہلے وصیت کی ہو کہ میری نماز جنازہ نہ پڑھانا؟ اس نے کہا نہیں' ایسا دہریہ میرے علم میں بھی کوئی نہیں ہے[۳۱]۔ لیکن اس کو آپ یہ نہ سمجھیں کہ ایک دہریے کو آخرت یا جنت اور جہنم کا یقین ہے یا یہ عمل اس کے خدا پر ایمان کی علامت ہے' بلکہ اس کو یوں سمجھیں کہ یہ سماجی اقدار (social values) ہیں کہ جن کا ہم خیال رکھتے ہیں۔

اس دہریے کا کہنا یہ تھا کہ اگر ہم یہ وصیت کر جائیں کہ ہماری نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے تو اس سے ہمارے رشتہ داروں کی دل آزاری ہوگی' لہٰذا ہم اس سے منع نہیں کرتے۔ اسی طرح ''جزاک اللہ'' یا ''السلام علیکم'' کے الفاظ ہم سماج اور رواج کی وجہ سے ادا کرتے ہیں اور رشتوں کی حرمت اور حلت کا مسئلہ بھی معاشرتی ہے۔ مذہبی حلال وحرام کی پرواہ وہ اس لیے کرتے ہیں کہ وہ معاشرے سے ہم آہنگ رہنا چاہتے ہیں اور معاشرہ چونکہ مذہبی ہے لہٰذا انہیں معاشرے کی مذہبی اخلاقیات کا دھیان کرنا پڑتا ہے۔[۳۲]

اس دن سے مجھے یہ بات سمجھ آئی کہ دہریت اور الحاد کچھ مذہبی شعائر یا مظاہر کا انکار کرنے کا ہی نام نہیں ہے بلکہ دہریت اور الحاد ایک سوچ اور ایک فکر ہے۔ اور اس فکر کے حاملین بہت سمجھداری سے کام کر رہے ہیں کہ وہ ایک مسلمان کو نماز' روزے سے منع نہیں کرتے' مذہب پر عمل کرنے سے منع نہیں کرتے' بلکہ وہ تو کہتے ہیں کہ مذہب پر عمل کرو تاکہ معاشرے میں اجنبی نہ بن جاؤ' اچھے انسان کہلاؤ اور پھر ایک دہریے کی سوچ کے ساتھ زندگی گزارو اور دہریت اور الحاد کی تبلیغ کرو۔[۳۳]

پاکستانی ملحدین سے بات چیت کے بعد ایک سنجیدہ شخص کا احساس یہ ہوتا ہے کہ وہ کسی مذاق (joke) سے کم نہیں ہیں۔ ان میں کچھ تو نوجوان ہیں جو اپنے دہریے (atheist) ہونے پر بڑا فخر کرتے ہیں اور ان کی زندگی کا کل مقصود یہ ہے کہ انہیں اپنے خیالات جیسی کوئی لڑکی (female atheist) مل جائے اور اس کے بعد کی کہانی واضح ہے۔ ان میں بعض وہ ہیں جو اپنے آپ کو مفکر (intellectual) ثابت کرنے لیے ایسی حرکتیں کرتے ہیں کہ انہیں معاشرے میں اتنی توجہ نہیں مل سکی جتنی کہ ان کی خواہش تھی۔ اور بعض وہ ہیں جو نیوٹن کے حرکت کے تیسرے قانون کے عین مطابق مولوی کا ردعمل (reaction) ہیں۔ اور بعض وہ ہیں کہ جنہیں بچپن میں گھر سے کم توجہ ملی اور اب انہیں خاص توجہ کی ضرورت ہے۔

ان میں سے اکثر وبیشتر مذہب اور مذہبی تعلیمات پر لعن طعن کر کے اپنے اندر کی گھٹن باہر نکالتے رہتے ہیں اور اگر زیادہ کسی نے علمی میدان میں کوئی بہت تیر مار لیا تو کسی انگریز ملحد کی کتاب کا اردو ترجمہ کر دیا اور اس فخر کے

ساتھ جیسے اندھیروں میں علم کی مشعل روشن کر دی ہو' بھلے اردو میں لفظ مشعل کا صحیح تلفظ بھی معلوم نہ ہو(۳۴)۔ اور دلچسپ بات یہ ہے کہ اصل کتاب اگر فنی ہو تو اردو ترجمے سے زیادہ انگریزی میں زیادہ سمجھ آتی ہے۔ ان سب رویوں کے بارے میں ہمارے پاس پریشان خیال دہریہ (confused atheist) کی ایک اصطلاح موجود ہے۔

(۳) الحاد کی اقسام اور اسباب

الحاد کو سمجھنے کی غرض سے ہم اسے کئی قسموں میں بانٹ سکتے ہیں' جیسا کہ علمی الحاد' نفسانی الحاد' نفسیاتی الحاد' معاشرتی الحاد' وغیرہ۔ علمی الحاد بہت ہی نادر ہے کہ جس میں کسی شخص کو علمی طور پر خدا کے وجود کے بارے میں شکوک وشبہات لاحق ہو جائیں۔ اور یہ لوگ دنیا میں گنے چنے ہیں جیسا کہ فلاسفہ اور نظریاتی سائنسدانوں کی جماعت۔ خدا کے بارے میں علمی وسوسہ پیدا ہونا تو عام ہے' جیسا کہ روایات میں ملتا ہے کہ صحابہ ؓ کو بھی وسوسہ پیدا ہو جاتا تھا اور اس وسوسے کے پیدا ہونے کو اللہ کے رسول ﷺ نے عین ایمان قرار دیا ہے(۳۵)۔ لیکن دل میں شک کا گھر کر جانا تو یہ ایمان کے منافی ہے اور یہ عین الحاد ہے اور یہ بہت کم لوگوں کو ہوتا ہے' کیونکہ یہ فطرت کے خلاف ہے(۳۶) لہٰذا اس کا سارا شرف اسی کو جاتا ہے کہ جو اس خلجان آمیز شک کی آگ میں اپنے آپ کو ڈالنے کا سبب بنتا ہے۔ اس کے سبب پر کچھ روشنی ہم آگے چل کر ڈالیں گے۔

نفسانی (sensual) الحاد ہمارے معاشروں میں بڑے پیمانے پر موجود ہے کہ جس میں ایک شخص کو خدا کے وجود کے بارے میں شکوک وشبہات علمی طور تو لاحق نہیں ہوتے' بلکہ وہ اپنی خواہش نفس کے سبب خدا کے بارے میں شکوک وشبہات کا اظہار کرتا ہے۔ اس قسم کا ملحد عموماً اپنے آپ کو بھی دھوکا دے رہا ہوتا ہے اور اپنی خواہش کو علم سمجھ رہا ہوتا ہے۔ دیسی ملحدوں کی بڑی تعداد ایسے ہی لوگوں پر مشتمل ہے۔ خواہش پرست انسان کا معاملہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی خواہشات کی تکمیل میں موجود ہر رکاوٹ کو ختم کرنا چاہتا ہے' لہٰذا جب وہ یہ دیکھتا ہے کہ خدا' مذہب اور آخرت کے تصورات اس کی خواہشات کی تکمیل میں اس طرح رکاوٹ بنتے ہیں کہ اس کا ضمیر اسے کچوکے لگا لگا کے تنگ کرتا رہتا ہے تو وہ ضمیر کی اس ملامت سے بچنے کے لیے اپنے زبانی لعن طعن سے اپنے شعور کو اس بات پر قائل کرنے کی ناکام کوشش میں لگ جاتا ہے کہ کوئی خدا' سچا مذہب اور آخرت موجود نہیں ہے۔(۳۷)

نفسیاتی الحاد وہ ہے کہ جس کا سبب انسان کے نفسیاتی مسائل ہوں۔ ہمارے ایک دوست نے الحاد اور دہریت کی طرف مائل ہونے والے لوگوں سے یہ جاننے کے لیے انٹرویوز کیے کہ وہ کس وجہ سے دہریت کی طرف مائل ہوئے۔ اس سروے کے مطابق الحاد کی طرف مائل ہونے کا ایک بڑا سبب مذہبی لوگوں کے غلط رویے بھی ہیں کہ جن کے ردعمل میں بعض لوگ ملحد بن جاتے ہیں اور اس کا ذکر ہم پہلے بھی کر چکے ہیں۔

علمی الحاد کا سبب صرف ایک ہے اور وہ ہے فلسفہ' چاہے فلسفہ برائے فلسفہ ہو یا ''فلاسفی آف سائنس'' ہو۔ قدیم دور اور قرون وسطیٰ (middle ages) میں الحاد کا سب سے بڑا سبب فلسفہ ومنطق تھا' لہٰذا اُس دور میں فلسفہ ومنطق کا ردوقت کی ایک اہم ضرورت تھی۔ عصر حاضر میں الحاد کا سب سے بڑا سبب نظریاتی سائنس ہے

لہٰذا اس دور میں فلسفے کا رد بے معنی اور ''فلاسفی آف سائنس'' کا رد وقت کی ایک اہم ضرورت ہے۔ اسٹیون ہاکنگ' رچرڈ ڈاکنز اور کارل ساگاں کے دور میں کانٹ اور نطشے کو جواب دینا عقلمندی کی بات نہیں ہے۔

ہم ذرا اس پر غور کر لیں کہ ہمارے اردگرد کتنے ملحد ایسے ہیں جو ہمیں ارسطو کی منطق یا کانٹ کی عقل محض سے دلیل دیتے نظر آتے ہیں؟ دو چار بھی نہیں۔ آج کے ملحد وہ ہیں جن کی کل دلیل بگ بینگ یا ارتقاء وغیرہ کے نظریات ہیں۔ آج اگر ایک ارب سے زائد کسی کتاب کے نسخے فروخت ہوتے ہیں تو وہ اسٹیون ہاکنگ کی کتاب ہے کہ جو اپنی آخری کتاب The Grand Design کے مقدمے میں یہ اعلانِ عام کر چکا ہے کہ فلسفہ مر چکا ہے اور اب ہم سائنسدانوں کے دور میں سانس لے رہے ہیں۔(۳۸)

(۴) الحاد کا رد

الحاد کے رد کے بارے میں ایک بات تو یہ ہے کہ الحاد اصلاً ہماری تہذیب کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ مغربی تہذیب سے درآمد شدہ ہے' لہٰذا الحاد کا رد مسلم تہذیبوں میں کوئی مستقل کام نہیں بلکہ ایک عارضی اور وقتی ضرورت ہے۔ آپ کو کوئی دیسی ملحد ایسا نہیں ملے گا کہ جس پر مغرب کا ٹھپہ نہ ہو۔ یہ لوگ اپنی سوچ سے ملحد نہیں بنے بلکہ الحاد ان میں باہر سے انڈیلا گیا ہے' چاہے فلاسفی آف سائنس کے مباحث کے مطالعے کے راستے' چاہے انگریزی ادب کے مطالعے کے راستے' چاہے ہالی وڈ کی فلموں اور موویوں کے راستے' چاہے فلسفہ اور سائنس کی درسی کتابوں کے ذریعے' چاہے معاشرے میں موجود الحاد سے متاثر افراد سے میل جول کے راستے' وغیرہ۔

ہمیں ذہنی اور نفسانی الحاد کا نفسیاتی تجزیہ بھی کرنا چاہیے۔ نفسانی ملحد عام طور پر وہ ہوتے ہیں کہ جنہیں گھر میں بچپن میں کم توجہ ملی ہو یا وہ معاشرے میں اس سے زیادہ توجہ کے خواہاں ہوتے ہیں کہ جتنی انہیں مل رہی ہوتی ہے' لہٰذا وہ معاشرے میں توجہ حاصل کرنے کی شعوری اور لاشعوری کوششوں میں مصروف ہوتے ہیں۔ اور جب ان کے سامنے یہ بات آتی ہے کہ خدا اور مذہب کے بارے میں شکوک وشبہات کا اظہار کر کے وہ جلد ہی لوگوں میں توجہ حاصل کر سکتے ہیں تو وہ اس قسم کی حرکتیں شروع کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو علمی جواب دینا وقت کا ضیاع ہے۔ آپ اگر ان کا علاج چاہتے ہیں تو انہیں توجہ دیں' انہیں ان کے اہم ہونے کا احساس دلائیں' انہیں وقت دیں' ان کا مسئلہ ختم ہونا شروع ہو جائے گا۔

اسی طرح ذہنی الحاد کا نفسیاتی جائزہ لیں تو اس کی وجوہات میں سے ایک بڑی وجہ کثرت سے فلسفیانہ مباحث کا مطالعہ ہے۔ انسان کی ذہنی ساخت کچھ ایسی ہے کہ اگر سارا دن مرغیوں کے بارے میں پڑھے گا تو خواب میں بھی اس کو مرغیاں ہی نظر آئیں گی۔ تو اگر ایک شخص تسلسل سے خدا کے وجود کے بارے میں شکوک وشبہات پر مبنی لٹریچر کا مطالعہ کرے گا یا ٹیلی ویژن سیریز دیکھے گا تو اسے بیداری تو کیا' خواب میں بھی اعتراضات ہی سوجھیں گے۔ تو الحاد انسان کا فطری مسئلہ کبھی بھی نہیں رہا ہے' نہ علمی الحاد اور نہ نفسانی' سب خارجی اسباب کی وجہ سے ہے۔ آپ اس سبب کو تلاش کر کے دور کر دیں' الحاد ختم ہو جائے گا۔

عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ وجود اور علم کے بارے میں سوالات کا سبب انسان کا فطری تجسس ہے۔ یہ تجسس بھی

بڑا سمجھدار ہے کہ انہی کو پیدا ہوا کہ جو فلسفیانہ مباحث کا مطالعہ کر چکے اور فلسفیانہ مجالس میں زندگی کا ایک حصہ گزار چکے تھے‘ یہ کسی ڈھور ڈنگر چرانے والے دیہاتی کو پیدا نہیں ہوا۔ ایک خاص فلسفیانہ ماحول میں رہنے کے بعد آپ پر جب اس کے اثرات ظاہر ہوں اور آپ کچھ سوالات پر سوچنا شروع کر دیں تو آپ اسے فطرت قرار دے دیں‘ یہ کہاں کا انصاف ہے؟

قرآن مجید الحاد کو علم کے مقابلے میں ظن وتخمین سے زیادہ مقام نہیں دیتا اور فلاسفی کل کی کل ظن وتخمین ہی ہے۔ کیا ”فلاسفی آف سائنس“ ظن وتخمین نہیں ہے؟ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿٢٤﴾﴾ (الجاثیہ)

”اور ان کا کہنا یہ ہے کہ زندگی تو بس یہی دنیا کی زندگی ہی ہے‘ ہم زندہ ہوتے ہیں اور مرتے ہیں اور ہمیں تو زمانہ ہی مارتا ہے۔ حالانکہ انہیں اس بارے کچھ علم نہیں ہے‘ وہ صرف ظن وتخمین سے کام لیتے ہیں۔“

(۵) الحاد کا علاج

پھر الحاد کے رد اور اس کے علاج میں بھی فرق ہے۔ الحاد کے رد سے لوگ مسلمان نہیں ہوتے ہیں‘ بلکہ ملحدوں کا شر کم ہو جاتا ہے۔ الحاد کے علاج سے مراد یہ ہے کہ ہمارا مقصد ملحدوں کو لاجواب کرنے کی بجائے دین کی طرف راغب کرنا ہے اور علاج میں عقلی ومنطقی دلیلیں کم ہی مفید ہوتی ہیں۔ الحاد کا اصل علاج قلبی اور اخلاقی ہے کہ جو نبیوں اور رسولوں کا طریق کار تھا‘ یعنی صحبت صالحین یا قرآن مجید کی صحبت اختیار کرنا‘ وغیرہ۔ قرآن مجید کی صحبت سے مراد قرآن مجید سے تعلق کا وہ درجہ کہ جس کے اہل کو حدیث میں ”صاحب قرآن“ کہا گیا ہے۔ یا ملحدوں کو اعلیٰ اخلاق سے قائل کرنا‘ وغیرہ۔

الہامی کتابوں اور رسولوں کی دعوت میں الحاد کے علاج کا طریقہ کار عقلی ومنطقی نہیں بلکہ فطری وقلبی ہے۔ ہماری رائے میں اصولی بات یہی ہے کہ دل پہلے اپنے رب کی طرف جھکتا ہے‘ ذہن بعد میں اس سے اطمینان حاصل کرتا ہے۔ دل کے جھکنے کے بعد آپ کا ذہن خدا کے انکار کی دلیل کو اس کے وجود کی دلیل بنا کر دکھا دے گا۔ ذہن کا کیا ہے‘ وہ تو کرائے کا ٹٹو ہے‘ کسی طرف بھی چل پڑے تو اس کے دلائل سمجھنا تو کجا ان کے انبار لگانا شروع کر دیتا ہے۔ اگر محض عقل ومنطق سے کسی کو خدا سمجھ میں آتا تو آدھے سے زیادہ فلسفی مسلمان ہوتے‘ لیکن نصف تو کجا ہمیں تو پچھلی اڑھائی ہزار سالہ تاریخ فلسفہ میں دو چار بھی نہیں ملتے۔ الہامی کتابوں اور رسولوں کا خدا تک پہنچانے کا طریقہ بہت مختلف ہے‘ اور وہ یہ ہے کہ خدا باہر سے تمہارے ذہن میں نہیں ڈالا جا سکتا‘ بلکہ تمہارے اندر سے اُگلوایا جائے گا‘ اور یہ سب صحبت سے ہی نصیب ہوتا ہے۔

اور جو لوگ معاشرے‘ مدرسے‘ مذہبی عناصر کے غلط رویوں کے ردِّعمل میں ملحد بن جاتے ہیں تو ان کا علاج اسی صورت ممکن ہے کہ آپ ان سے دوستی کریں‘ انہیں دلاسہ دیں‘ ان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کریں‘ اعلیٰ اخلاقیات کا مظاہرہ کریں‘ اور انہیں یہ واضح کریں کہ اسلام اور مسلمان میں بہت فرق ہے۔ اگر کچھ لوگ مذہبی حلیہ اختیار کر

کے کسی ناروا حرکت کا ارتکاب کرتے ہیں تو یہ ان کا ذاتی فعل ہے اور اس کا سبب ان کا مذہب ہرگز نہیں ہے۔

الحاد کا سبب بعض اوقات آزمائش بھی بتلایا جاتا ہے۔ ایک خاتون پر کوئی آزمائش آئی جو کہ چار سال جاری رہی اور وہ اس دوران اللہ سے اس کے ٹلنے کی دعا کرتی رہیں اور جب وہ آزمائش ختم نہ ہوئی تو انہوں نے بالآخر خدا کا ہی انکار کر دیا اور ملحدہ بن گئیں۔ پس جو لوگ کسی آزمائش کے سبب الحاد کی طرف مائل ہو جاتے ہیں تو انہیں یہ بتلانے کی ضرورت ہے کہ خدا کے انکار سے تمہاری آزمائش ختم ہونے والی نہیں ہے۔ اور اگر اس آزمائش کے ختم کرنے میں ہم سے کوئی تعاون بن پڑے تو لازماً کرنا چاہیے کہ ایسے واقعات بھی سامنے آئے ہیں کہ ملحدین کی دنیاوی مدد کی صورت میں خدا سے ان کا شکوہ وشکایت جاتی رہی اور وہ دوبارہ ایمان لے آئے۔

اس میں یہ بھی اہم ہے کہ عموماً آزمائش میں دعا نہ سننے کا الزام دے کر خدا کا انکار کر کے انسان بظاہر تو ملحد بن جاتا ہے لیکن اس کا دل اندر سے خدا کا قائل ہی رہتا ہے کہ اس کے انکار کی بنیاد یہ غلط فہمی ہوتی ہے کہ خدا منصف اور عادل نہیں ہے۔ تو وہ خدا کا انکار نہیں بلکہ اس خدا کا انکار کر رہا ہوتا ہے کہ جو اس کے ذہن میں ہوتا ہے۔ اور جو خدا اس کے ذہن میں ہوتا ہے' وہ اس کی اپنی شخصیت کا عکس ہوتا ہے کہ جسے وہ خدا سمجھ لیتا ہے۔ خدا دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جس نے انسان کو پیدا کیا ہے اور دوسرا وہ کہ جسے انسان نے بنایا ہے۔ یہ بہت اہم نکتہ ہے۔ اور جس خدا کو انسان اپنے تخیل اور تصور میں پیدا کرتا ہے' وہ دراصل اس کی اپنی شخصیت کا عکس ہوتا ہے (۳۹)۔ لہٰذا یہ بہت ضروری ہے کہ ہم اس خدا کو مانیں کہ جس کا بیان کتاب وسنت میں موجود ہے' نہ کہ وہ جو کہ ہمارے تخیل اور تصور کی پیداوار ہے۔

راقم کی ایک ایسے ملحد سے بھی بحث ہوئی جو کہ دار العلوم کے فارغ التحصیل ہیں۔ ہم عموماً ایسے ملحدین کے اعتراضات کو علمی سمجھ کر انہیں علمی جواب دینا شروع کر دیتے ہیں جبکہ اس بارے میں سب سے پہلا کام جو ہونا چاہیے وہ یہ کہ اس ملحد سے دوستی کر کے یہ معلوم کیا جائے کہ اس کے مدرسے کی زندگی میں اس کے ساتھ کوئی جسمانی یا جنسی تشدد تو نہیں ہوا؟ مذہبی لوگ اس قسم کے اسباب پر کوئی بات کرنے سے اس لیے بھی گھبراتے ہیں کہ مذہبیوں کی بدنامی ہو گی۔ نہیں' یہ مذہبیوں کی بدنامی نہیں بلکہ اصلاح ہے۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ سے کسی نے کہا کہ حضرت داڑھی والوں نے چوریاں شروع کر دی ہیں۔ انہوں نے جواب میں کہا کہ یوں نہ کہو بلکہ یوں کہو کہ چوروں نے داڑھی رکھ لی ہے۔ لہٰذا اگر کچھ بدفطرت لوگوں نے مذہبی بھیس اوڑھ لیا ہے تو ان کی نشاندہی مذہب پر نقد نہیں بلکہ مذہب کی خیر خواہی ہے۔

کچھ دن پہلے انجینئرنگ کے ایک طالب علم میرے پاس آئے اور بات کا آغاز اس طرح سے کیا کہ سر' میں مذہبی ہوں' میرا تعلق ایک مذہبی گھرانے سے ہے' میں نے مسجد میں چار سال اذان دی ہے' میں اب بھی مسجد سے ظہر کی نماز پڑھ کر آ رہا ہوں' لیکن مجھے کائنات کے بارے میں جاننے کا شوق ہوا تو میں نے ''کوسموس'' کے نام سے ایک ٹی وی سیریز دیکھی کہ جس نے خدا کے بارے میں کچھ تشویش میرے ذہن میں پیدا کر دی ہے۔ (۴۰)

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بعض اوقات ایک مخلص مؤمن بھی خدا کے بارے میں کسی شیطانی وسوسے کے سبب یا کسی ملحد کی مغالطہ آمیز گفتگو کے وجہ سے تشویش کا شکار ہو سکتا ہے۔ اس بارے میں ہمیں کچھ بہت ہی

بنیادی باتیں کرنی ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ خدا کا خالق ہونا انسان کی فطرت میں خود خدا نے رکھ دیا ہے[41] لہٰذا خدا کے بارے میں شبہہ پیدا ہونا آسانی سے ممکن نہیں ہے بلکہ اس کے لیے شیطان اور ملحد کو بہت زیادہ اور مسلسل محنت درکار ہے۔ زیادہ تر ہوتا یہ ہے کہ ایک مخلص مؤمن اپنے مسئلے کا صحیح تجزیہ نہیں کر پاتا کہ جس تشویش کو وہ خدا کے بارے میں شک سمجھ رہا ہوتا ہے وہی دراصل اس کا ایمان ہوتا ہے۔

مثلاً بعض اوقات کائنات اور کوسمولوجی کے بارے میں سائنسدانوں کے نظریات پڑھ سن کر یہ تشویش لاحق ہوسکتی ہے کہ اس بارے میں مذہب اور قرآن مجید جو کچھ بیان کر رہا ہے' سائنس کا علم تو اس کی تائید نہیں کر رہا ہے۔ اب یہ بے چینی اس وجہ سے پیدا نہیں ہوتی کہ خدا کے وجود کے بارے میں شک ہو گیا ہے بلکہ اس لیے پیدا ہوتی ہے کہ یہ سمجھ نہیں آ رہی ہوتی ہے کہ مذہب اور سائنس' کوسمولوجی کے حاضر علم اور قرآن مجید میں مطابقت کیسے پیدا کی جائے؟ اس کی تشویش کا سبب مذہب اور سائنس میں مطابقت پیدا کرنے کی خواہش رکھنا لیکن اس کی اہلیت نہ ہونا ہے' نہ کہ یہ کہ مؤمن کا دل ملحد کے دلائل سے اطمینان حاصل کر رہا ہے۔ یہ تو پہلی بات ہوئی کہ جس شخص کو خدا کے بارے میں کوئی تشویش لاحق ہو تو وہ پہلے اپنی تشویش کی نوعیت کا گہرائی میں تجزیہ کرے اور پھر علاج کی طرف متوجہ ہو۔

دوسری بات یہ ہے کہ جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں کہ خدا پر ایمان انسان کی فطرت میں پیدائشی طور پر موجود ہے[42] لہٰذا اس میں شک پیدا کرنا آسان کام نہیں ہے۔ اس کے لیے ملحد کی حکمت عملی پر غور کریں کہ وہ سادہ لوح مسلمانوں کو شک میں مبتلا کرنے کے لیے ایک دنیا بناتے ہیں' خیالاتی دنیا (Imaginary World)۔ جب آپ ان کی اس تصوراتی دنیا میں داخل ہو جاتے ہیں کہ جس کے بننے' بگڑنے اور قائم رہنے کے تمام اصول وضوابط بھی انہی کے ہوتے ہیں تو یہ دنیا بظاہر خوبصورت لیکن جھوٹی ہوتی ہے۔ آپ اس دنیا سے مسلسل تعلق رکھنے کی وجہ سے اس کا یقین کرنے لگ جاتے ہیں حالانکہ وہ دنیا صرف آپ کے ذہن میں ہوتی ہے' خارج میں اس کا کوئی وجود نہیں ہوتا۔ یہ کمال سب سے پہلے قدیم دور میں سوفسطائیوں نے دکھایا' پھر قرونِ وسطیٰ میں وجودیوں نے اور اب عصر حاضر میں ملحد دکھا رہے ہیں۔

ہوتا یہ ہے کہ جب آپ الحاد اور دہریت پر مسلسل کتابیں پڑھتے ہیں یا ٹیلی ویژن سیریز دیکھتے ہیں تو آپ اس دنیا میں داخل ہو جاتے ہیں اور یہاں سے ہی آپ کی تشویش کا آغاز ہو جاتا ہے۔ اس تشویش کا آسان اور ابتدائی علاج یہی ہے کہ سب سے پہلے الحاد اور دہریت کا مسلسل مطالعہ یا شب وروز ان کی ٹیلی ویژن سیریز دیکھنا ترک کریں اور حقیقی دنیا میں واپس آنا شروع کریں۔ آپ چاہے اس دوران مذہب کا مطالعہ نہ بھی کریں' صرف آپ دہریت کا مطالعہ یا اس کی سیریز دیکھنا بند کر دیں تو چند دنوں میں آپ بھلے چنگے ہو جائیں گے' کیونکہ آپ ان کی بنائی ہوئی جھوٹی دنیا سے باہر نکل آئیں گے جو انہوں نے صرف اپنی چرب زبانی اور قوتِ فعالیت کے غیر معمولی استعمال سے آپ کے خیالات میں پیدا کر رکھی ہے' لہٰذا آپ کی توجہ ہٹی نہیں' آپ ان کے سحر سے نکل گئے اور ان کی بنائی ہوئی دنیا بھی غائب ہو گئی۔ انسان کس طرح جانتے بوجھتے جھوٹ کو بھی حقیقت سمجھ کر قبول کرنا شروع کر دیتا ہے' اس کا تھوڑا سا اندازہ کسی ایسے جھولے میں بیٹھ کر ہوسکتا ہے کہ جو آپ کو حرکت

کرنے والی کرسی، سامنے لگے پردہ اسکرین اور ساؤنڈ سسٹم کی مدد سے پانچ منٹ میں دیوارِ چین اور چاند کی سیر کرالاتے ہیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ الحاد اور دہریت کوئی علمی مسئلہ نہیں ہے کہ ہم اس کا علمی جواب تلاش کرنے لگ پڑیں۔ خدا کا اس سے بڑا احسان کیا ہے کہ اس نے اپنے وجود کی دلیل میرے اندر رکھ کر مجھے دنیا میں بھیجا ہے۔ خدا پر ایمان کوئی تصور تھوڑا ہی ہے کہ جسے ہم اپنے منطقی دلائل یا جامع و مانع تعریفوں سے مکمل کر لیں۔ خدا کو پالینا تو ایک واقعہ ہے جو کسی بھی وقت ہو سکتا ہے۔ تو خدا کے بارے میں تشویش کا مؤثر ترین علاج خدا کا کلام ہے۔ خدا کے وجود کی دلیل بھی وجودی، حالی اور شعوری ہوتی ہے نہ کہ عقلی و منطقی اور فکری۔

ہم کسی تشویش کے لاحق ہونے کی صورت میں تفسیریں پڑھنے کا مشورہ نہیں دے رہے بلکہ یہ کہ فراغت کے لمحات میں، تنہائی میں، اکیلے میں، مکمل خاموشی میں، کسی مکی سورت کے دو چار رکوعوں کا لفظی ترجمہ اردو میں پڑھیں، اور پھر وہی سورت خوبصورت لب و لہجے میں قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے کسی عربی قاری کی آواز میں اونچی آواز میں سنیں، آپ مخلص ہیں تو خدا کو پالینے کے لیے ایک دفعہ ہی ایسا کر لینا کافی ہے۔ اب آپ کو خدا کے وجود کے لیے کسی عقلی و منطقی دلیل کی ضرورت نہیں ہے کہ آپ کی آنکھوں سے جاری ہونے والے آنسو خدا کے وجود کی دلیل بن کر گر رہے ہیں[۴۳] اور آپ کا دل خدا کی محبت میں لپک رہا ہے۔

(۶) ''سائنس'' اور ''فلاسفی آف سائنس'' میں فرق

ملحدوں اور دہریوں کے مغالطوں میں سے ایک بہت بڑا مغالطہ جو کہ یہ لوگ سادہ لوح انسانوں کا ایمان بگاڑنے کے لیے استعمال کرتے ہیں، یہ ہے کہ یہ لوگ ''فلاسفی آف سائنس'' کو ''سائنس'' بنا کر پیش کرتے ہیں۔ یہ ''لوہے'' کو ''سونے'' میں ملا کر سونے کا تاثر دے کر بیچتے ہیں۔ ''سائنس'' اور چیز ہے اور ''فلاسفی آف سائنس'' اور چیز ہے۔ خالص سائنس (Pure Science) نہ تو خدا کا انکار کرتی ہے اور نہ ہی اثبات۔ البتہ خدا کے اثبات کی ایک علامت ضرور ہو سکتی ہے۔ اس لیے خالص سائنسدان (Pure Scientist) کبھی بھی دہریہ نہیں ہوگا، بلکہ یا تو خدا کا اثبات کرے گا، جیسا کہ اکثر کا معاملہ ہے، یا پھر عاجزی کا اظہار کرے گا کہ مجھے نہیں معلوم، یا یہ کہے گا کہ یہ سائنس کا میدان نہیں ہے۔

ملحد ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ ہم آزاد خیالی (Free Thinking) کے قائل ہیں کہ جسے یہ عقلی تفکر (Rational Thinking) کا نام بھی دیتے ہیں، حالانکہ ان کا سوچ و بچار متعصب اور جانبدار (Biased) ہوتا ہے۔ خدا کے وجود کے بارے میں آزاد خیالی کا نتیجہ لاادریت (Agnosticism) تو ہو سکتا ہے لیکن دہریت اور انکارِ خدا (Atheism) کسی صورت نہیں۔ دہریت اور الحاد کا مطالعہ بتلاتا ہے کہ وہ ایک جارحانہ رویہ (aggressive attitude) ہے لہٰذا کسی صورت حقیقت کی طرف رہنمائی کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا ہے۔ اور جہاں تک لاادریت کا معاملہ ہے تو اس کا علاج علم سے ہو سکتا ہے۔

''فلاسفی آف سائنس'' نرا الحاد ہے جو سائنس کے نام سے پڑھا پڑھایا جا رہا ہے۔ ''فزکس''

کہ جس کا لیبارٹری میں اثبات کیا جاتا ہے' وہ خالص سائنس کا میدان ہے اور ''نظریاتی فزکس'' کے اکثر مباحث ''ظن وتخمین'' سے زیادہ کچھ نہیں ہیں۔ اسٹیون ہاکنگ' کارل ساگاں اور رچرڈ ڈاکنز تینوں یہی کرتے ہیں کہ ''فلاسفی آف سائنس'' کو ''سائنس'' بنا کر پیش کرتے ہیں۔ نظریاتی سائنس میں جو کچھ پیش کیا جا رہا ہے' وہ سائنس کا مذہبی ورژن ہے کہ جسے ماننے کے لیے سائنسدانوں پر اس سے زیادہ ایمان لانا پڑتا ہے کہ جتنا کسی نبی اور رسول پر ایمان لانے کا مطالبہ ہے۔ ثقبِ کرم (worm hole)' ثقب اسود (Black holes)' متوازی زمین (parallel earth)' کثیر کائنات (multiverse) کے تصورات سائنس کی دنیا کے ''ہیری پوٹر'' (Harry Potters) نہیں تو اور کیا ہیں؟ ان میں اور مذہبی معتقدات پر ایمان لانے میں کتنا فرق ہے؟[۴۴]

(۷) مذہبی معتقدات اور سائنسی ایمانیات: (Religious Doctrines and Scientific Beliefs)

فرشتوں کے وجود پر یقین رکھنا سائنسی طرزِ فکر نہیں ہے' البتہ خلائی مخلوق (aliens) کے وجود پر ایمان لانا عین سائنسی طرزِ فکر ہے؟ کیا یہ دوغلی پالیسی نہیں ہے کہ جو ملحدوں نے اختیار کی ہوئی ہے؟ جب سے اسٹیون ہاکنگ نے کہا ہے کہ ان کا سائنسی دماغ یہ کہتا ہے کہ ہماری زمین کے علاوہ بھی کسی سیارے پر کوئی مخلوق آباد ہے' اس وقت سے ناول نگاروں اور مووی میکروں کی چاندی ہوگئی ہے۔ اور تو اور ''ٹام اینڈ جیری'' بھی مریخ پر خلائی مخلوق سے ملاقات کر کے واپس آ چکے ہیں۔ اب بھی اگر مؤمن نہ مانیں تو ملحد انہیں دقیانوس' سائنس مخالف' مذہبی ملا نہ کہیں تو کیا کہیں؟ اور اب تو سائنسی عقیدہ صرف خلائی مخلوق کے وجود کا نہیں ہے بلکہ اس کا نیا ورژن یہ ہے کہ یہ خلائی مخلوق اس دنیا پر حملہ کر کے انسانوں کو تباہ کر دے گی اور یہ کسی سائنسی فلم کے ہیرو کا ڈائیلاگ نہیں بلکہ اسٹیون ہاکنگ جیسے سائنسدان کے خیالات عالیہ ہیں جو ''دی گارڈین'' میں شائع ہو رہے ہیں[۴۵]۔ اور ناسا (NASA) نے نہ صرف خلائی مخلوق کی کھوج شروع کر دی ہے بلکہ انہوں نے 2025ء تک انہیں ڈھونڈ نکالنے کی پیشین گوئی بھی کی ہے۔[۴۶]

ہاں' مؤمنوں کو خلائی مخلوق کے وجود کی دلیل چاہیے تو Tom and Jerry: Blast Off to Mars دیکھ لیں۔ خلائی مخلوق کے نام پر فلم انڈسٹری کی ریٹنگ جاری ہے تو سائنسدانوں کی فنڈنگ۔ اسٹیون ہاکنگ کو جو خیالات چھو گزرتے ہیں' وہ وحی کا مقام رکھتے ہیں کہ ان پر کوئی سوال یا اعتراض ''مذہب سائنس'' سے بغاوت کا اعلان کرنے کے مترادف ہے کہ جس کی کم از کم سزا ''جہالت کا سرٹیفکیٹ'' ہے جو آپ کو فوراً عطا کر دیا جائے گا۔ باقی' فرشتوں پر ایمان لانے کے لیے ضروری ہے کہ سائنسی اور عقلی طرزِ فکر اپنایا جائے' لیکن خلائی مخلوق پر ایمان لانے کے لیے سائنسدانوں کا اتنا کہنا ہی کافی ہے کہ اس کا وجود ہے' لہٰذا اب خلائی مخلوق کا وجود سائنسی طرزِ فکر سے ثابت شدہ امر بن چکا ہے۔ اور اگر مؤمنوں نے سائنس دشمنی میں نہیں ماننا' تو نہ مانیں۔

امر واقعہ یہ ہے اور ہم بار بار اس کی طرف توجہ دلا رہے ہیں کہ ہم کلاسیکل سائنس کے دور سے ماڈرن سائنس کے دور میں داخل ہو چکے ہیں جو کہ اکثر وبیشتر نظریاتی سائنس ہے اور اپنے ثبوت میں مذہب کی طرح اندھے ایمان (blind faith) کی متقاضی ہے۔ کششِ ثقل (gravity) اور ردِ عمل کا قانون وغیرہ کلاسیکل

فزکس کے موضوعات ہیں کہ جن کا مشاہدہ ہر شخص کر سکتا ہے۔ ماڈرن فزکس کے موضوعات مابعد الطبیعی (metaphysical) ہیں جو کہ مذہب کے ہیں۔ اور ان موضوعات پر سائنسدانوں کے غور و فکر کرنے اور ان کو ثابت کرنے کا طریق کار بھی کل کا کل مذہبی نوعیت ہی کا ہے۔

ملحد واقعہ معراج پر اعتراض کرتے ہیں لیکن چاند پر لینڈنگ پر ایمان رکھتے ہیں[47] حالانکہ انہوں نے دونوں کا مشاہدہ نہیں کیا ہے۔ تو یہ فرق کیوں ہے؟ ہمیں یہ کہنا ہے کہ ماڈرن سائنس اور مذہب دونوں کا راستہ ایک ہی ہے' دونوں اپنے ماننے والوں سے ایمان بالغیب کا تقاضا کرتے ہیں' لہٰذا ''اہل سائنس'' کا ''اہل مذہب'' کو مذہبی معتقدات پر کوسنا درست نہیں ہے کہ مذہب کا طریقہ سائنسی نہیں ہے' جبکہ خود ''اہل سائنس'' کا سائنسی ایمانیات کے ثبوت کا طریق کار سائنسی نہیں مذہبی رنگ لیے ہوئے ہے۔

دراصل ماڈرن سائنس اور مذہب دونوں کا طریقہ مذہبی ہے' کیونکہ اہل سائنس اس قسم کے کئی ایک اعتقادات رکھتے ہیں کہ جن کی تصدیق (verification) کے بقیہ دنیا کے پاس نہ تو آلات (tools) ہیں اور نہ ہی ذرائع (resourses)۔ بقیہ دنیا اگر سائنسدانوں کی ان باتوں کو مانتی ہے تو صرف ایک ہی راستے سے اور وہ سائنسدانوں پر ایمان اور یقین لانے کا راستہ ہے کہ وہ اس بارے میں سچ کہہ رہے ہیں' جیسا کہ مذہبی لوگوں کو یہ یقین ہوتا ہے کہ نبی اپنے بیان میں سچ ہی ہے۔

جس طرح مذہب میں کچھ باتیں بنیادی عقائد کے طور مانی جاتی ہیں' اسی طرح سائنس میں بھی ''ایمانیات'' کا ایک لمبا چوڑا سلسلہ موجود ہے۔ اگر آپ ان سائنسی عقائد میں سے کسی عقیدے کے بارے میں کوئی شبہ تو کجا کسی عقلی و منطقی سوال کا بھی اظہار کر دیں تو لوگ آپ کو بے وقوف' جاہل' ان پڑھ' مولوی' معلوم نہیں کیا کچھ کہیں گے۔

نظریاتی سائنس میں بڑی تعداد میں ملحدین موجود ہیں جو اپنے نظریات کے حق میں دلیل تلاش کم کرتے ہیں اور گھڑتے زیادہ ہیں۔ کبھی خلائی مخلوق (alines) کے ثبوت کے لیے ان کو اُڑن طشتریاں (UFO) نظر آنا شروع ہو جاتی ہیں اور کبھی ارتقاء کو ثابت کرنے کے لیے انہیں لاکھوں سال پرانے انسان کی کھوپڑی مل جاتی ہے۔ ہماری نظر میں عصر حاضر میں سائنسی معتقدات کے ایک تنقیدی مطالعہ کی ضرورت ہے تاکہ سائنس کے نام پر توہم پرستی' مکر و فریب' جھوٹ و دجل وغیرہ سے سادہ لوح انسانوں کا ایمان محفوظ کیا جا سکے۔

(۸) مذہب' سائنس اور سوال

ایک مقام ایسا ہے کہ جہاں پہنچ کر مذہب اور سائنس دونوں سوال کو پسند نہیں کرتے۔ لہٰذا ملحدین کا اہل مذہب کو اس کا طعنہ دینا درست نہیں ہے کہ وہ بعض مقامات پر سوال کو شیطان کا وسوسہ قرار دیتے ہیں کہ یہی ملحد بعض مقام پر سوال کو لایعنی قرار دے رہے ہوتے ہیں۔ مذہب اور سائنس دونوں کا فکری قالب (Paradigm) اگرچہ مختلف ہے لیکن اس کے باوجود سوال کے بارے میں ایک مقام پر جا کر دونوں کی روش (approach) یکساں ہو جاتی ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے کہ شیطان تم میں سے کسی کے پاس آ کر کہتا ہے کہ اس کو کس نے پیدا کیا' اس کو کس نے پیدا کیا؟ یہاں تک کہ وہ تم سے یہ بھی کہتا ہے کہ خدا کو کس نے پیدا کیا؟ تو جب تم میں سے کوئی شخص اس مقام پر پہنچے تو فوراً اللہ کی پناہ مانگے اور اس میں غور کرنے سے باز رہے۔(۴۹)

اسی طرح اکیسویں صدی عیسوی کے نامور سائنسدان اسٹیون ہاکنگ یہ کہتے ہیں کہ بگ بینگ سے پہلے کیا تھا' یہ ایک لایعنی سوال ہے(۵۰)۔ یعنی یہ سوال کرنا ہی غیر ضروری ہے کہ جب وقت اور مکان (Time and Space) کا آغاز ہی بگ بینگ سے ہوا تو اس سے پہلے کیا تھا؟ کا سوال لایعنی قرار پاتا ہے۔ لیکن یہی روش مذہبی لوگ جب خدا کے بارے میں سوال کے جواب میں اختیار کرتے ہیں تو اسے غیر سائنسی رویہ قرار دیا جاتا ہے۔ پس ملحدوں سے عرض ہے کہ خدا کے وجود پر غور ضرور کریں لیکن اتنا نہ کریں کہ ''بھیجا'' ہی باہر آ جائے۔

(۹) شبہ کا عنصر (element of doubt)

خالق نے مخلوق کے لیے ہر معاملے میں شبہ کا ایک عنصر باقی رکھا ہے اور اس عنصر کے باقی رکھنے کا مقصد آزمائش اور اختیار ہے۔ اگر شبہ ختم ہو جائے تو انسان کی آزمائش اور اختیار ختم ہو جائے' اور انسان جب تک اس دنیا میں ہے' آزمائش اور اختیار میں رہنا اس کا مقدر ہے۔ انسان کی آزمائش اور امتحانی اختیار اسی صورت ختم ہو گا جبکہ اس دنیا کا خاتمہ ہو جائے۔

شبہ کا یہ عنصر اس قدر عام ہے کہ خود خالق نے اپنے بارے میں بھی اس کو برقرار رکھا ہے کہ اسی میں انسان کا امتحان اور اختیار ہے۔ پس کسی انسان کو اللہ' رسول' کتاب اور آخرت کے بارے میں کوئی شبہ اور وسوسہ لاحق ہو سکتا ہے۔ انسان کے اختیار کا امتحان اس میں ہے کہ وہ اس شبہے کے عنصر کو رد کر کے دنیا کی آزمائش میں کیسے کامیاب ہوتا ہے؟ جو اس شبے کے امتحان میں کامیاب ہو جائے تو وہ مؤمن کہلاتا ہے اور جو ناکام ہو جائے تو ملحد بن جاتا ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے مجھ سے یہ کہا ہے کہ اے نبی ﷺ آپ کی امت میں سے ہمیشہ لوگ یہ کہتے رہیں گے کہ اسے تو اللہ نے پیدا کیا اور اللہ کو کس نے پیدا کیا؟(۵۱) ایک اور روایت کے الفاظ ہیں کہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہؓ! تم سے لوگ ہمیشہ یہ سوال کرتے رہیں گے کہ فلاں کو تو اللہ نے پیدا کیا اور اللہ کو کس نے پیدا کیا؟(۵۲) اور شبہے یا وسوسے کا پیدا ہونا ایمان کے لیے مضر نہیں ہے بلکہ یہ تو عین ایمان ہے اور صحابہ بھی اس سے بری نہیں تھے۔ کچھ صحابہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا: اے نبی ﷺ! ہمیں ایسے ایسے خیالات آتے ہیں کہ ہم انہیں زبان پر لانا بھی مناسب نہیں سمجھتے۔ آپؐ نے پوچھا: ''کیا واقعتاً ایسا ہے؟'' تو انہوں نے کہا: جی ہاں' آپؐ نے کہا: ''یہ تو صریح ایمان ہے''(۵۳)۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس تابعی کے سوال پر ہنستے ہوئے کہا کہ اس وسوسے سے تو کوئی بھی بچ نہیں پایا ہے۔(۵۴)

بعض ملحدین یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ حق ان کے لیے ایسے واضح ہو جائے کہ اس میں سے شبہے کا عنصر ختم ہو

جائے۔ تو یہ اس دنیا میں ممکن نہیں ہے' البتہ آخرت میں ممکن ہے' بلکہ آخرت میں ایسا ہی ہوگا۔ فرشتوں کے لیے شبے کا عنصر نہیں ہے' لہٰذا ان کے لیے امتحان اور اختیار بھی نہیں ہے۔ اگر انسانوں کے لیے بھی شبے کا عنصر ختم ہو جائے تو ان کا امتحان اور اختیار دونوں ختم ہو جائے۔

اگر انسان اللہ کو اس طرح سامنے دیکھ لے جیسا کہ آخرت میں دیکھے گا یا جنت و جہنم کا اس دنیا میں اس طرح نظارہ کر لے جیسا کہ آخرت میں کرے گا تو اب اس سے ایمان کے مطالبے میں کیا امتحان باقی رہ جائے گا؟ قرآن مجید نے جا بجا یہ واضح کیا ہے کہ کافر جب جہنم کو دیکھیں گے تو اپنے ایمان کا اظہار کریں گے لیکن ان کا وہ ایمان مقبول نہ ہوگا' کیونکہ ایمان وہی قابل قبول ہے جو کہ شبے کے عنصر کے ساتھ ہو کہ یہی ایمان' امتحان کہلانے کے لائق ہے۔(۵۵)

اسی طرح سورۃ الانعام میں ہے کہ مشرکین مکہ بار بار آپ ﷺ سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ آپ ہمیں فلاں معجزہ دکھا دیں تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ مشرکین کا یہ مطالبہ اصرار کے ساتھ کئی سال جاری رہا لیکن اللہ عزوجل نے ہر بار اپنے نبی ﷺ سے یہی کہا کہ اللہ نے انہیں وہ معجزہ نہیں دکھانا کہ جس کا یہ مطالبہ کر رہے ہیں۔ انہیں معجزہ چاہیے تو وہ یہی کلام' قرآن مجید ہے۔ مشرکین نے آپ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ ہمارے سامنے آپ پر فرشتہ نازل ہو تو ہم ایمان لے آئیں گے تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ فرشتہ جب نازل ہوگا تو وہ عذاب لے کر ہی آئے گا(۵۶)۔ یعنی میں فرشتہ تو تمہیں دکھا دوں گا لیکن اس کے بعد تمہارے ایمان کا فائدہ؟

ایک اور جگہ قرآن مجید میں کہا کہ یہ ملحد اس کے انتظار میں ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا ان کا رب ان کے پاس آئے یا ان کے رب کی نشانیاں ان کے پاس آئیں' لیکن کافر یہ جان لیں کہ جس دن ان کے رب کی بعض نشانیاں ان کے سامنے آ جائیں گی تو اس دن انہیں ان کے ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ ایک اور جگہ قرآن مجید میں کہا کہ اگر اللہ چاہے تو ان کافروں کے لیے آسمان سے ایسی نشانی نازل کر دے کہ ان کی گردنیں اس کے سامنے جھک جائیں(۵۷) لیکن اللہ ایسا نہیں کرتا' کیونکہ اس صورت میں انسان کا اختیار اور امتحان دونوں ختم ہو جاتے ہیں۔

قوموں نے رسولوں کی زندگی میں ان کا انکار کیا اور آج کل کے ملحدوں نے تو رسولوں کو دیکھا بھی نہیں' لہٰذا مؤمنوں کو اس پر حسرت نہیں کرنی چاہیے کہ ہمارے پاس کوئی ایسی نشانی کیوں نہیں ہے کہ جس کے سامنے ایک ملحد بے بس ہو جائے۔ اور جو کچھ دین اسلام کی تعلیمات موجود ہیں اور ان میں کچھ شبہ وغیرہ کبھی محسوس ہو تو اس سے گھبرانا نہیں چاہیے کہ یہی تو عین امتحان ہے۔

(۱۰) خدا کے وجود کے دلائل

خدا کے وجود کے بہت سے دلائل ہیں کہ جو اس وقت ہمارا موضوع نہیں ہیں۔ مثال کے طور پر مذہبی تجربہ (religious experience) اس کے وجود کی ایک صریح دلیل ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ذکر ہے:

﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ

زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَیْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِیَّةٍ وَّلَا غَرْبِیَّةٍ ۙ یَّكَادُ زَیْتُهَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ؕ یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَیَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۳۵﴾ (النور)

''اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ (مؤمن کے دل میں) اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق میں چراغ رکھا ہوا ہو‘ چراغ ایک فانوس میں ہو‘ فانوس کا حال یہ ہو کہ جیسے موتی کی طرح چمکتا ہوا تارا‘ اور وہ چراغ زیتون کے ایک ایسے مبارک درخت کے تیل سے روشن کیا جاتا ہو جو شرقی ہو نہ غربی‘ جس کا تیل آپ ہی آپ بھڑکا پڑتا ہو‘ چاہے آگ اس کو نہ لگے (اس طرح) نور اللہ پر نور ہو۔ اللہ اپنے نور کی طرف جس کی چاہتا ہے رہنمائی فرماتا ہے‘ وہ لوگوں کو مثالوں سے بات سمجھاتا ہے۔ اور اللہ ہر چیز سے خوب واقف ہے۔''

اور ایمان محض اندھے یقین (blind faith) کا نام نہیں بلکہ ایک تجربہ (experience) بھی ہے‘ جیسا کہ نبی مکرمﷺ کا فرمان ہے:

((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِیْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْاِیْمَانِ :مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا‘ وَمَنْ اَحَبَّ عَبْدًا لَا یُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ‘ وَمَنْ یَكْرَهُ اَنْ یَعُوْدَ فِی الْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ‘ كَمَا یَكْرَهُ اَنْ یُلْقٰی فِی النَّارِ)) (۵۹)

''جس میں تین چیزیں ہوں تو وہ ایمان کی مٹھاس چکھ لے گا: (۱) جو اللہ اور اس کے رسولﷺ سے ہر چیز سے زیادہ محبت رکھتا ہو‘ (۲) جو کسی شخص سے محض اللہ کے لیے محبت رکھتا ہو‘ اور (۳) جو کفر کی طرف لوٹ جانے کو ایسے ناپسند جانتا ہو جیسا کہ آگ میں ڈالے جانے کو اس کے بعد کہ اللہ نے اسے اس کفر سے نکال دیا ہو۔''

اسی طرح دنیا میں لاکھوں انسانوں کو اس کا تجربہ ہوتا ہے کہ وہ کسی مشکل گھڑی میں اپنے رب کو پکارتے ہیں تو ان کی مصیبت دور ہو جاتی ہے اور اکثر اوقات تو دنیاوی علوم کے مطابق آزمائش کے ٹل جانے یا دعا کے پورا ہو جانے کی سوائے ''خدا کی مدد'' (intervention of God) کے اور کوئی توجیہہ ممکن نہیں ہوتی‘ مثلاً کینسر کے آخری مرحلے کے مریض دعا کے نتیجے میں صحت یاب ہو جاتے ہیں یا بانجھ (sterile) کو اولاد مل جاتی ہے۔

شیخ بن باز رحمہ اللہ کے پاس ایک دہریہ (atheist) آیا اور ان سے کافی دیر تک خدا کے وجود کے بارے میں سوالات کرتا رہا اور شیخ اس کے سوالات کے جوابات دیتے رہے‘ یہاں تک کہ اس نے تنگ آ کر کہا: کیا آپ کو کبھی خدا کے وجود کے بارے میں شک نہیں ہوا؟ شیخ نے کہا: نہیں‘ اور یہ تمہاری بدبختی ہے کہ تمہیں خدا کے وجود کے بارے میں شک پیدا ہوا ہے۔ اسی لیے تو قرآن مجید نے مشرکین کے انکار پر حیرانی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ تمہیں اللہ کے بارے میں شک ہو گیا ہے؟ (۶۰)

شیخ کے اس جواب میں کوئی بناوٹ یا مصنوعیت نہیں تھی۔ آپ آج بھی پاکستان کے کسی بھی گاؤں کی مسجد میں پنج وقتہ نمازی اَن پڑھ بوڑھے بابا جی سے سوال کر لیں کہ انہیں اپنی زندگی میں کبھی خدا کے نہ ہونے کے بارے میں سوال پیدا ہوا تو جواب نفی میں ہو گا۔ دنیا میں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں لوگ ہیں جنہیں زندگی بھر میں نہ تو کبھی شک ہوا اور نہ ہی کوئی سوال پیدا ہوا۔ یہ کیا ہے؟ یہ ایمان کا تجربہ ہے جو ہر ''مخلص'' بندۂ مومن کو حاصل

ہوتا ہے جبکہ ''مداری'' اس سے محروم رہتا ہے۔

علاوہ ازیں خالق کے وجود پر اس کی مخلوق ہی دلالت کرنے کے لیے کافی ہے' جیسا کہ فن پارے کا وجود فنکار (artist)' عالیشان عمارت کا وجود اپنے معمار اور جیٹ انجن کا وجود اپنے انجینئر کے حسن تخلیق کی دلیل ہے۔ قرآن مجید میں جابجا یہ ارشادات ملتے ہیں کہ اللہ نے انسان کے وجود اور زمین و آسمان میں ایسی واضح نشانیاں رکھ چھوڑی ہیں جو خالق پر اشارہ کر رہی ہیں[۶۱]۔ عرب کے بدو جسے سمجھتے تھے' اسے فلسفی اور سائنسدان سمجھنے سے قاصر رہے۔ عرب کے بدوؤں میں یہ معروف تھا کہ جس طرح اونٹ کی مینگنی اونٹ کے راستے سے گزرنے اور قدموں کے نشانات انسان کے گزرنے پر دلالت کرتے ہیں' اسی طرح یہ وسیع وعریض آسمان اور زمین اپنے خالق پر کیسے دلالت نہیں کرے گی؟[۶۲]

ایک دہریے نے مسلمان سے کہا: کیا آپ نے ''دی گرینڈ ڈیزائن'' (The Grand Design) پڑھی ہے؟ مسلمان نے کہا: کیا آپ نے ''دی گرینڈ پلان'' (The Grand Plan) پڑھی ہے؟ دہریے نے کہا: نہیں! ویسے یہ کتاب کس کی ہے؟ مسلمان نے کہا: ''دی گرینڈ ڈیزائن'' میں تو صرف ڈیزائن کا ذکر ہے' ڈیزائنر غائب ہے' جبکہ ''دی گرینڈ پلان'' میں گرینڈ ڈیزائن کے ساتھ ڈیزائنر کا بھی ذکر ہے۔ دہریہ کہنے لگا: واہ' کمال کی بات ہے۔ لیکن پھر بھی بتاؤ تو سہی کہ لکھی کس نے ہے؟ مسلمان نے کہا: خود ڈیزائنر نے۔

اس مکالمہ میں ''دی گرینڈ پلان'' سے مراد ''لوحِ محفوظ'' ہے کہ جس میں کائنات کا ماضی' حال اور مستقبل سب کچھ لکھا ہوا ہے۔ ''دی گرینڈ ڈیزائن'' تو کسی کو دیکھنا شاید ہی نصیب ہو لیکن ''دی گرینڈ پلان'' کا مشاہدہ (observation) اور تجربہ (experience) تو ہم روزانہ آفاق وانفس (Horizons of the Universe and own selves) میں کرتے ہیں۔ سائنسدان اس ''پلان'' کے انسانی ذات اور کائنات دونوں پر واقع ہونے کے سامنے کس قدر بے بس' محتاج' عاجز اور مسکین ہے؟ قوانین قدرت (laws of nature) کو دریافت اور تسخیر کر لینے کے بعد بھی نہ اس دنیا میں آنے میں انسان کی مرضی غالب ہے اور نہ جانے میں اس کی خواہش کا احترام ہے اور نہ ہی آنے جانے کے درمیانی وقت میں کسی خوشی کا حصول یا تکلیف سے نجات میں اس کا ارادہ (will) غالب ہے۔ ڈیزائن عظیم ہے تو ڈیزائنر بھی عظیم ہوگا اور نہ صرف عظیم ہوگا بلکہ اپنی مرضی (will) کو غالب رکھے گا۔

خلاصہ کلام

اہلِ مغرب نے اپنے ہر علم' خواہ وہ سائنسی ہو سماجی' تاریخی ہو یا لسانی' کو نظریہ ارتقاء کی روشنی میں مرتب کر کے دکھا دیا ہے اور اہلِ مشرق کا یہ فریضہ ہے کہ وہ ہر علم کو' چاہے وہ تاریخ ہو یا سائنس' نظریہ تخلیق کی روشنی میں مرتب کر کے دکھا دیں۔ اور جب تک ہمارے محققین فلسفہ' سائیکالوجی' بیالوجی' نظریاتی فزکس' عمرانیات' لسانیات اور تاریخ کے مضامین میں نظریہ تخلیق کی روشنی میں بحث وتحقیق کی بنیاد نہیں رکھ دیتے' اس وقت تک دنیاوی علوم سے مذہب کا مقدمہ ثابت کرنا ممکن نہیں ہے۔

جس طرح ''ارتقاء'' کے نظریے نے خدا کے وجود کے انکار کو سائنس بنانے کی ناکام کوشش کی ہے' اسی طرح ''عرفان'' کے فلسفے نے مخلوق کے وجود کے انکار کو علم بنانے کی سعی لاحاصل کی ہے۔ بعض مخلص مسلمانوں کو یہ وہم لاحق ہوا کہ مسلم معاشروں میں موجود الحاد کا حل نظریہ عرفان (The Unity of the Being) کو قبول کر لینے میں ہے۔ ان میں سے بعض تو وہ ہیں جنہوں نے اس فلسفے کو انگریزی میں پڑھا ہے' جیسا کہ ملائشیا اور یورپ میں آباد بعض مسلمان مفکرین' کہ جنہوں نے سائیکالوجی کی کچھ جدید بحثوں کو اس کے ساتھ ملا کر ایک عجیب معجون مرکب بنا رکھا ہے۔ اور بعض وہ ہیں کہ جنہوں نے اردو' فارسی یا عربی میں مطالعہ کیا ہے لیکن اس مفروضے کے ساتھ کہ اس جیسی اعلیٰ فکر (intellectual thought) مسلمان امت تو کجا دنیا میں ہی پیدا نہیں ہوئی۔

یہ عقیدہ رکھنا کہ مخلوق کا وجود اُس کا وہم یا خالق کا خیال ہے اور وجود صرف خالق ہی کا ہے' مذہب اور سائنس دانوں کے اعتبار سے جہل مرکب ہے۔ اور دوسرا اس مقدمے کو ثابت کرنے کے لیے مذہب اور سائنس کا سہارا لینا ایک ذہنی عیاشی کی مشق سے زیادہ کی حیثیت نہیں رکھتا ہے۔ نظریہ عرفان (The Unity of the Being) کے فلسفے کی کوئی ایسی تعبیر کہ جس میں مخلوق کا وجود بھی مانا گیا ہو' چاہے مثل معدوم کے درجے میں سہی تو اس کا حکم الگ ہے۔ اگرچہ ایسی تعبیر اس فلسفے کا معیاری ورژن (standard version) نہیں ہے اور اس کا معیاری ورژن وہی ہے کہ جس میں مخلوق کے وجود کا انکار کیا گیا ہے۔ لیکن اس کے علاوہ بھی اس فلسفے کو مختلف معانی میں استعمال کیا گیا ہے کہ جس کا انکار ممکن نہیں ہے۔ علمی اعتبار سے اگرچہ نظریہ عرفان کی ہر تعبیر کا حکم ایک نہیں ہے لیکن منہج کے پہلو سے ایک ہی حکم جاری ہوگا۔

منہج کے اعتبار سے ہر اس نظریے یا عقیدے پر کم از کم بدعت کے الفاظ کا اطلاق ہو سکتا ہے کہ جس کا مبدا اللہ کے رسول ﷺ کی ذات نہ ہو اور جس کے حاملین صحابہ کرامؓ اور قرونِ اولیٰ کی جماعت نہ ہو۔ نہ ہمارے فقہائے اربعہ ''نظریہ عرفان'' کے عقیدے سے واقف تھے اور نہ ہی ائمہ متکلمین کو اس کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور فقہی وکلامی مذاہب کے بانیان مثلاً امام ابوحنیفہ' امام مالک' امام شافعی' امام احمد بن حنبل' امام بخاری' امام ابن حزم' امام ابوالحسن اشعری' امام ابومنصور ماتریدی رحمہم اللہ اجمعین میں سے کسی ایک کا بھی یہ عقیدہ ہرگز نہیں تھا۔ لہٰذا عقیدہ وفقہ میں پیدا ہونے والے جملہ مذاہب ومکاتب فکر کی روایت میں یہ عقیدہ شامل نہیں ہے اور ساتویں صدی ہجری میں پہلی مرتبہ جامع اور مرتب صورت میں پیش کیا گیا۔ عقلی ومنطقی اعتبار سے اس کے غلط ہونے کے لیے صریح شرعی نصوص' عقل عام (common sense) کے علاوہ وہ سب تحقیقی کام کافی وشافی دلیل ہے جو سائنسی علوم (Natural Sciences) میں امر واقعہ (fact) بن چکا ہے۔

خالص سائنس کا تو ویسے ہی یہ موضوع نہیں بنتا جبکہ فلسفہ' عمرانیات (Sociology)' نفسیات (Psychology)' بیالوجی (Biology)' علم الانسان (Anthropology)' علم الآثار (Archeology) اور نظریاتی فزکس (Theoretical Physics) کے جمیع بیانیوں (narratives) میں انسان کے مبدا ومعاد (Alpha and Omega) کے سوال کے بارے میں اتنا جواب موجود نہیں ہے کہ جتنا آسمانی مذاہب (Semitic Religious) میں سے کسی ایک مذہب کے بیان میں موجود ہے۔

البتہ انسانی اور عمرانی علوم (Humanities and Social Sciences) میں ایسے نظریات موجود ہیں کہ انسان خود ہی مذہب اور خدا دونوں کا خالق ہے' لیکن ان جمیع نظریات کے حق میں سائنسی و روایتی شواہد موجود نہیں ہیں۔ علاوہ ازیں ماہرین عمرانیات (Social Scientist) کا اس بارے میں کسی ایک بیانیے پر اتفاق ممتنع (impossible) ہے' جبکہ اختلافِ زمان و مکان کے باوجود حضرت آدم علیہ السلام سے محمد رسول اللہ ﷺ تک تمام انبیاء و رسل کا دعویٰ اور بیان ایک ہی رہا ہے(۶۳) اور وہ توحید ہے کہ جس کے بارے میں ہم اگلی قسط میں بحث کریں گے۔

حواشی

(۱) صحیح اور معتدل رائے یہ ہے کہ خالق اور مخلوق دونوں کا وجود حقیقت (reality) ہے۔ صفت خلق (creation) اور مخلوق (creature) کا تعلق علت و معلول (cause and effect) کا ہے کہ جس میں ایک کے اقرار سے دوسرے کا انکار ناممکن ہے۔ اور اس دلیل پر یہ اعتراض درست نہیں ہے کہ علت ہمیشہ واقعہ (event) ہوتی ہے نہ کہ شخص (person)۔ درست بیان یہ ہے کہ علت' واقعہ نہیں بلکہ صفت ہوتی ہے۔ اور خارج میں صفت کا وجود' موصوف کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

(۲) Rupert W. Anderson, The Cosmic Compendium :The Big Bang and the Early Universe, USA :Lulu Press, Inc., 2015, p. 1−2.

(۳) اس وقت کوئی زمان و مکان موجود نہیں تھا یعنی وقت (time) زیرو تھا۔ زمان و مکان (space and time) اُس نقطے کے پھیلاؤ (expansion) سے وجود میں آئے ہیں کہ جس میں مستقبل کی کل کائنات کا مادہ اور توانائی (energy and matter) موجود تھی۔

(۴) W. Mark Richardson J. Wildman, Religion and Science, History, Methodand Dialogue, NewYork: Routledge, 1996, p.37.

(۵) ibid., p94-95.

(۶) ibid.

(۷) Hawking, Stephen, Leonard Mlodinow, The Grand Design, NewYork: Bantam Book, 2010, p.106.

(۸) Hoodbhoy, Pervez, Asrar-e-Jehan,Waqt Waqt ki Batain,Video:18:55, Retrieved 15 December, 2015, from https//:www.youtube.com/ watch?v=qIKBGqvBcYI

(۹) بعض ماہرین طبیعیات کا کہنا ہے کہ اس اکائی یا وحدت (singularity) میں 10E-43 سیکنڈ کے بعد کشش ثقل (gravitational force) پیدا ہوئی' جبکہ 10E-35 سیکنڈ کے بعد مضبوط نویاتی قوت (Strong Nuclear force) اور الیکٹران وجود میں آئے۔ بگ بینگ ہوئے ابھی ایک سیکنڈ کا دس لاکھواں حصہ گزرا تھا کہ الیکٹرون اور پروٹان بھی وجود میں آ گئے۔ اس مرحلے پر درجہ حرارت دس ہزار ارب ڈگری سینٹی گریڈ تھا۔ بگ بینگ کے ایک سیکنڈ بعد برقناطیسی قوت (Electro magnetic force) اور کمزور نویاتی قوت (Weak Nuclear Force) بھی وجود میں آ چکی تھی جبکہ اس وقت درجہ حرارت دس ارب سینٹی گریڈ تھا۔ بگ بینگ کے تین منٹ بعد الیکٹرون اور پروٹان نے مل کر ایٹمی مرکزہ (Nucleus) بنانا شروع کر دیا جبکہ درجہ حرارت ایک ارب سینٹی گریڈ رہ گیا تھا۔ سات لاکھ سال بعد ایٹمی مرکزے نے الیکٹرون کے ساتھ مل کر ایٹم

(atom) بنایا کہ جس سے فوٹون (photon) خارج ہوئے اور کائنات شفاف ہونے لگی۔ بگ بینگ کے ایک ارب سال بعد کہکشائیں (Galaxies) وجود میں آئیں۔ ہمارا نظامِ شمسی آج سے تقریباً ساڑھے چار ارب سال پہلے وجود میں آیا۔

(۱۰) The Grand Design, p.104.

(۱۱) میکانیات مقادیر برقیات (squantum mechanics) اور عمومی نظریہ اضافت (Theory of general relativity) طبیعیات میں دو مختلف شاخیں ہیں۔ میکانیات مقادیر برقیات میں چھوٹی سطح (Micro Level) پر اب تک کے دریافت شدہ سترہ قسم کے ذرات اور تین قوتوں (Electromagnetism, Strong unclear force, Weak nuclear force) کا مطالعہ کیا جاتا ہے جبکہ عمومی نظریہ اضافت میں بڑی سطح (Macro Level) پر چوتھی کشش ثقل (gravitational force) اور اس کے اثرات کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

(۱۲) ایم کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ کس کا مخفف ہے۔ عام طور پر ایم سے مراد ماسٹر (Master) لیا جاتا ہے۔

(۱۳) The Grand Design, p.113.

(۱۴) The laws of nature tell us how the universe behaves, but they don't answer the why?(The Grand Design, p.137)

(۱۵) Ibid., p.109.

(۱۶) We will describe how M-theory may offer answers to the question of creation. According to M-theory, ours is not the only universe. Instead, M-theory predicts that a great many universes were created out of nothing. Their creation does not require the intervention of some supernatural being or God. Rather, these multiple universes arise naturally from physical law. They are a prediction of science. (The Grand Design:p.13)

(۱۷) Paley's argument is made with passionate sincerity and is informed by the best biological scholarship of his day, but it is wrong, gloriously and utterly wrong. The analogy between telescope and eye, between watch and living organism, is false.All appearances to thecontrary, the only watch maker innature is the blind forces of physics,albeit deployed in a very special way.Atrue watchmaker has for esight :hedesigns his cogsand springs,and plans their inter connections,with afuture purpose in his mind's eye.Natural selection, the blind, unconscious,automatic process which Darwin discovered, and which we now know is the explanation for the existence and apparently purposeful formof all life, has no purpose in mind. It has no mind and no mind's eye.It does not plan for the future. It has no vision, no foresight, no sight at all. If it can be said to play the role of watchmaker in nature, it is the blind watchmaker.(Richard Dawkinz, The Blind Watchmaker, p.5)

(۱۸) اب ملحد (atheist) کہتے ہیں کہ ہماری دلیل کا جواب دو۔ بھئی اگر تم سوفسطائیوں (Sophists) کی طرح مجھے

اس پر دلیلیں دینا شروع کر دو گے کہ ''میرا وجود نہیں ہے'' تو میرے پاس اس کے جواب میں اس سے بہترین دلیل کیا ہو سکتی ہے کہ میں تمہیں ایک ''چپت'' رسید کر کے اپنے وجود کا یقین دلاؤں۔ لیکن واقعتاً اس کے بعد تو میں تمہارے حق میں رو ہی سکتا ہوں کہ ''چپت'' کھانے کے بعد بھی تم مجھ سے یہ مطالبہ کرو کہ کوئی منطقی دلیل لے کر آؤ' کوئی عقلی دلیل دو' کوئی سائنسی دلیل دکھاؤ کہ ''تمہارا وجود ہے''۔ کچھ ایسا ہی رویہ آج کل کے ملحدوں کا ہے۔

(۱۹) The Grand Design,p.29.

(۲۰) Tihomir Dimitrov, 50 NOBEL LAUREATES AND OTHER GREAT SCIENTISTS WHO BELIEVE IN GOD

(۲۱) Christ of Wetterich, A Universe without expansion,Retrieved 01 January, 2016 from
http//:arxiv.org/abs/1303.6878

(۲۲) Hawking, Stephen,There are no Black Holes, Retrieved 01 January, 2016 from
http//:www.nature.com/news/stephen-hawking-there-are-no-black-holes-1.14583

(۲۳) ﴿اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۳۵﴾﴾ (الطور)

(۲۴) We will describe how M-theory may offer answers to the question of creation. According to M-theory, ours is not the only universe. Instead, M-theory predicts that a great many universes were created out of nothing. Their creation does not require the intervention of somesuper natural being or god. Rather, these multiple universes arise naturally from physicallaw.(The Grand Design, p.14)

(۲۵) Bodies such asstars or black holes can not just appear out of nothing. Buta whole universe can...Because there is a law like gravity, the universe can and will create itself from nothing...It is not necessary to invoke Godto light the blu etouch paper and setthe univer segoing.(The GrandDesign, p.144)

(۲۶) ﴿مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ؕ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾﴾ (هود) ﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۱۶﴾﴾ (الرعد) ﴿وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ﴿۱۹﴾ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ﴿۲۰﴾ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ﴿۲۱﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴿۲۲﴾ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ﴿۲۳﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ؕ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ﴿۲۴﴾ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۲۵﴾﴾ (فاطر) ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۵۶﴾﴾ (المؤمن)

(۲۷) LawrenceM . Krauss,A Universe From Nothing, NewYork: Free Press, 2012, p.12

(۲۸) عدم کو شے قرار دینے میں وجودی اور الحادی دونوں متفق ہیں۔ ماڈرن فزکس میں ایسا کوئی خلاء موجود نہیں ہے کہ جس

میں کچھ نہ ہو بلکہ کوانٹم ویکیوم میں بھی برقناطیسی لہریں (electromagnetic waves) موجود ہوتی ہیں۔

(۲۹) Hawking,Stephen,There are no Black Holes,Retrieved6January,2016from http//:www.nature.com/ news/ stephen-hawking-there-are-no-black-holes-1.14583

(۳۰) An atheist before Darwin could have said, following Hume:'I have no explanation for complex biological design. All I know is that Cod isn't a good explanation, so we must wait and hope that somebody comes up with abetter one.'I can't help feeling that such a position, though logically sound, would have left one feeling pretty unsatisfied, and that although at heismmight have been logically tenable before Darwin, Darwin made it possible to be an intellectually fulfilled atheist.(Dawkinz, Richard, The Blind Watchmaker, New York: Norton, 1986, p.6)

(۳۱) لیکن بعد میں ایک اور ملحد سے معلوم ہوا کہ نہیں، دو ایسے بھی ہو گزرے ہیں کہ جنہوں نے اپنی اولاد کو یہ تک وصیت کی تھی کہ ہماری لاش کو جلا دینا۔

(۳۲) ہماری نظر میں ملحدین کا یہ تجزیہ درست نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ملحدین انتہائی کوشش کے باوجود خدا کو اپنے اندر سے نکال نہیں پائے۔ مذہب اور خدا ہمارے لوگوں کے جینیات (genes) میں ہے۔ یہ اسے اپنے سے نکال باہر کرنے کی ہر کوشش میں بری طرح ناکام ہو گئے ہیں۔

(۳۳) ایڈمن فیس بک پیج ڈاکٹر پرویز ھود بھائے "ملا" کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "ملا" وہ نہیں ہے کہ جس کی لمبی داڑھی ہو یا سر پر پگڑی ہو بلکہ "ملائیت" ایک فکر کا نام ہے۔ یعنی انہیں ہمارے داڑھی کی لمبائی سے کچھ لینا دینا نہیں ہے بلکہ ہماری سوچ سے ہے۔ وہ ہمارا حلیہ تبدیل نہیں کرنا چاہتے بلکہ ہماری سوچ کی تبدیلی ان کا ہدف ہے۔
Mullah is not the person with long beard and aturban on head, Mullayeit is a way of thinking, any one who condemns "rationalthinking" is Mullah.

(۳۴) "مشعل" ایک امریکی این جی او ہے کہ جس کا ہیڈ آفس گارڈن ٹاؤن لاہور میں ہے۔ اس این جی او کے چیئرمین جناب پروفیسر ڈاکٹر پرویز ہود بھائے ہیں۔ یہ این جی او پچھلی کئی دہائیوں سے انگریزی میں شائع شدہ مذہب مخالف، اسلام مخالف اور خدا مخالف لٹریچر کو اردو زبان میں منتقل کر کے نہ صرف شائع کر رہی ہے بلکہ مفت تقسیم کر رہی ہے کہ جس سے اس کا مقصد پاکستانی معاشرے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ملحدوں کی تعداد میں اضافہ کرنا ہے۔ اس این جی او نے دہریت کو پھیلانے میں غیر علمی بلکہ سیاسی پارٹیوں کے جیالے پن والا رویہ اختیار کیا ہے۔ مثلاً کارل ساگاں ملحد کی ایک کتاب "کاسموس" کہ جس کا ترجمہ اسی این جی او نے شائع کیا ہے کے صفحہ ۲۴۰ کی ابتداء اس جملے سے ہوتی ہے: "کچھ بیوقوفوں کا دعویٰ ہے کہ کسی خالق نے دنیا کو بنایا ہے"۔ اب ایسی کتابیں کہ جن میں خدا پر ایمان رکھنے والوں کو بیوقوف کہا جا رہا ہے، اسلامی جمہوریہ پاکستان میں "سائنس" اور "علم" کے نام پر شائع کی جا رہی ہیں: http:// mashalbooks.org

(۳۵) سنن ابی داوٗد، ابواب النوم، باب رد الوسوسة، المكتبة العصرية، صيدا۔ بيروت ۳۲۹/٤

(۳۶) ﴿قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَدْعُوْكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ؕ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ⑩﴾ (ابراهيم)

(۳۷) ﴿اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ③ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ④ بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ

اَمَامَهٗ ﴿۵﴾ يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ﴿۶﴾﴾ (القیامة)

(۳۸) How can we understand the world in which we find our selves?How does the universe behave? What is the nature of reality? Where did all this come from? Did the universe need a creator? Most of us do not spend most of our time worrying about these questions, but almost all of us worry about them some ofthetime.Traditionally these are questions for philosophy,but philosophy is dead. Philosoph y has not keptup with modern developments in science, particularly physics. Scientists have become the bearers of the torch of discovery in ourquest for knowledge.The purpose of thisbook is togive the answers that are suggested byrecent discoveries and the oretical advances. (The Grand Design :p.10)

(۳۹) Alif Shafak, The Forty Rules of Love, USA: Penguin Books Ltd, 2010, p.27

(۴۰) ''کوسموس'' ایک ملحد سائنس دان کارل ساگاں کی تیار کردہ ایک ٹی وی سیریز ہے کہ جس میں کائنات کے آغاز سے لے کر آج تک کے بارے میں نظریاتی سائنس اور سائنس کی روشنی میں بحث کی گئی ہے۔

(۴۱) ﴿وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰي ۚ شَهِدْنَا ۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷۲﴾﴾ (الاعراف)

(۴۲) اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَةِ، فَاَبَوَاهُ یُهَوِّدَانِهٖ، وَیُنَصِّرَانِهٖ، اَوْ یُمَجِّسَانِهٖ ، كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِیْمَةُ بَهِیْمَةً جَمْعَاءَ ، هَلْ تُحِسُّوْنَ فِیْهَا مِنْ جَدْعَاءَ)) ثُمَّ یَقُوْلُ اَبُوْهُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ : ﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ﴾ (الروم: ۳۰)

صحیح البخاری' کتاب الجنائز' باب اذا اسلم الصبی فمات ۹۵/۲۔

(۴۳) ﴿وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓي اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾﴾ (المائدة)

(۴۴) بگ بینگ پر ایمان کو بھی اسی فہرست میں شامل کر لیں کہ اس کی سائنسی دلیل ملحدوں کی نظر میں ''کوانٹم گریوٹی'' ہے۔ اور اب مذہبی بے وقوف یہ سوال کریں گے کہ ''کوانٹم گریوٹی'' کیا چیز ہے؟ بھئی! ابھی ہم اس دلیل کی تلاش میں ہیں' ہم اسٹرنگ تھیوری سے ایم۔تھیوری تک پہنچ چکے ہیں اور ایم۔تھیوری بس اپنے آخری مراحل میں ہی ہے۔ جب مکمل ہو جائے گی تو تمہیں بھی بتلا دیں گے۔ اس پر ایک مؤمن اس کے علاوہ اور کیا تبصرہ کر سکتا ہے کہ اے ملحدوں کی جماعت! یہ اپنے احکام عشرہ (Ten Commandment) اپنی جیب میں رکھو اور جب تک اپنے موقف کے حق میں کوئی سائنسی دلیل وضع نہیں کر لیتے اس وقت تک سائنس کے نام پر مذہب کو چیلنج دینا بند کر دو۔

(۴۵) Alok Jha, Is Stephen Hawking right about Aliens?, Retrieved 7 January, 2016 from http//:www.theguardian.com/science/2010/apr/30/stephen-hawking-right-aliens

(۴۶) Mike Wall, Signs of Alien Life Will Be Found by 2025, NASA's Chief Scientist Predicts,Retrieved 7 January, 2016 from http//:www.space.com/29041-alien-life-evidence-by-2025-nasa.html

(۴۷) اب اس کے جواب میں یہ کہنا کہ چاند پر لینڈنگ کی تو ویڈیو موجود ہے جو ہر شخص دیکھ سکتا ہے، ایک بچگانہ رویہ ہے جبکہ روسی سائنسدان عرصہ دراز سے یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ وہ ویڈیو اسٹوڈیو میں بنائی گئی ہے۔ اور امریکیوں کی ایک اچھی خاصی تعداد خود اس کی قائل نہیں ہے کہ امریکی چاند پر اترے ہیں اور وہ اسے خلائی دور میں روس پر امریکہ کی فتح حاصل کرنے کی خواہش کی ایک بھونڈی چال قرار دیتے ہیں۔ چاند پر لینڈنگ کی جو ویڈیو امریکی ٹیلی ویژن پر ۱۹۶۹ء میں دکھائی گئی، وہ یوٹیوب وغیرہ پر ملاحظہ کی جا سکتی ہے' اس میں واضح طور امریکی پرچم چاند کی سرزمین پر لہراتا ہوا نظر آ رہا ہے کہ جس دیکھنے والوں کو یہ ایمان نصیب ہوتا ہے کہ چاند پر امریکی پرچم گاڑتے وقت اچھی خاصی آندھی جاری تھی۔ علاوہ ازیں ناسا (NASA) نے چاند پر لینڈنگ کی جو تصاویر جاری کی ہیں، ان میں واضح طور دیکھا جا سکتا ہے کہ چاند پر اترنے کی تصاویر کے پس منظر میں کوئی ستارے موجود نہیں ہیں یعنی خلاء میں اکیلا چاند ہی چاند ہے۔ علاوہ ازیں تصاویر میں چاند کی سطح پر جو سائے پڑ رہے ہیں' وہ مخالف سمت میں ہیں۔ اگر چاند پر روشنی کا واحد ذریعہ سورج ہے تو سب چیزوں کے سائے ایک ہی سمت میں ہونے چاہئیں نہ کہ مخالف سمتوں میں۔ یہ معلوم نہیں کیا کہانی ہے؟ پھر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ناسا (NASA) یہ کہتا ہے کہ چاند پر لینڈنگ کی اصل ویڈیو ضائع ہو گئی ہے لہٰذا ثبوت مانگنے والے روسی سائنسدانوں کے لیے اب ہمارے پاس دینے کو کچھ نہیں ہے۔ پھر یہ بھی سوال ابھرتا ہے کہ چاند پر اترے چالیس برس سے زائد کا عرصہ گزر گیا، دوبارہ جانے کی توفیق کیوں نصیب نہ ہوئی۔ ہمیں اس ساری بحث میں چاند پر اترنے کے سائنسی عقیدے کو چیلنج دینا مقصود نہیں ہے بلکہ صرف یہ کہنا مقصود ہے کہ چاند پر اترنا ایک سائنسی واقعہ ہے اور سائنسی طرز فکر ہی کی روشنی میں ایسے سوالات کیوں نہیں کیے جا سکتے کہ جن سے اس واقعے کے سچ اور جھوٹ کو پرکھا جا سکے۔ ہمیں صرف یہ بتلانا مقصود ہے کہ ''مذہبی معتقدات پر منطقی سوال اٹھانا عین سائنسی طرزِ فکر ہے جبکہ سائنسی معتقدات پر عقلی سوال پیدا کرنا عین غیر سائنسی طرزِ عمل ہے''۔ کیا یہ اہل سائنس کی دوغلی پالیسی نہیں ہے؟

(۴۸) اب بھی اگر مؤمن یہ نہ کہے کہ ماڈرن سائنس ایک مذہب ہے جس کے کچھ رسول ہیں کہ جن پر وحی نازل ہوتی ہے اور وہی وحی بالآخر سائنسی ایمانیات کی صورت اختیار کر لیتی ہیں' ان ایمانیات کی تبلیغ کے لیے ملین ڈالرز کی فلم انڈسٹری کام کرتی ہے اور ان کے دفاع کے لیے سائنسدان بلین ڈالرز کے ریسرچ پراجیکٹس کے فنڈز وصول کرتے ہیں، تو کیا کہے؟

(۴۹) صحیح مسلم' کتاب الایمان' باب بیان الوسوسة فی الایمان وما یقوله من وجدها' دار احیاء التراث العربی۔ بیروت ۱۲۰/۱

(۵۰) In an analogo us manner, when one combines the general theory of relativity with quantum theory, the question of what happened before the beginning of the universe is rendered meaningless. This idea that histories should be closed surfaces without boundary is called the noboundary condition. (The Grand Design : p.109)

(۵۱) صحیح مسلم' کتاب الایمان' باب بیان الوسوسة فی الایمان وما یقوله من وجدها' ۱۲۱/۱

(۵۲) ایضاً۔

(۵۳) سنن ابی داوٗد' ابواب النوم' باب رد الوسوسة' المکتبة العصریة' صیدا۔ بیروت' ۳۲۹/٤۔

(۵۴) ایضاً۔

(۵۵)﴿ولو ترى اذ وقفوا على النار فقالوا يليتنا نرد ولا نكذب بايت ربنا ونكون من المؤمنين ﴿۲۷﴾﴾(الانعام)

(۵۶)﴿ وقالوا لولا انزل عليه ملك ط ولو انزلنا ملكا لقضي الامر ثم لا ينظرون ﴿۸﴾﴾ (الانعام)

(۵۷)﴿هل ينظرون الا ان تاتيهم الملئكة او ياتي ربك او ياتي بعض ايت ربك ط يوم ياتي بعض ايت ربك لا ينفع نفسا ايمانها لم تكن امنت من قبل او كسبت في ايمانها خيرا ط قل انتظروا انا منتظرون ﴿۱۵۸﴾﴾ (الانعام)

(۵۸) ﴿ان نشا ننزل عليهم من السماء اية فظلت اعناقهم لها خضعين ﴿۴﴾﴾ (الشعراء)

(۵۹)البخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہﷺ وسننه وايامه۔ صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب من کرہ ان یعود فی الکفر کما یکرہ ان یلقی فی النار من الایمان، دار طوق النجاۃ، الاول، ۱۴۲۲ھ، ۱۳/۱۔

(۶۰) ﴿قالت رسلهم افي الله شك فاطر السموت والارض ط يدعوكم ليغفر لكم من ذنوبكم ويؤخركم الى اجل مسمى ط قالوا ان انتم الا بشر مثلنا ط تريدون ان تصدونا عما كان يعبد اباؤنا فاتونا بسلطن مبين ﴿۱۰﴾﴾ (ابراهيم)

(۶۱) ﴿قل سيروا في الارض فانظروا كيف بدا الخلق ثم الله ينشئ النشاة الاخرة ط ان الله على كل شيء قدير ﴿۲۰﴾﴾ (العنكبوت)۔ ﴿وفي الارض ايت للموقنين ﴿۲۰﴾ وفي انفسكم ط افلا تبصرون ﴿۲۱﴾﴾ (الذاريات)۔ ﴿سنريهم ايتنا في الافاق وفي انفسهم حتى يتبين لهم انه الحق ط اولم يكف بربك انه على كل شيء شهيد ﴿۵۳﴾﴾ (فصلت)

(۶۲) قيل لبعض العرب: بم عرفتَ ربك؟ فقال البعرة تدل عی البعير وآثار الخطا تدل على المسير، فسماء ذات ابراج وارض ذات فجاج كيف لا تدل على العلی الكبير؟ (ايثار الحق على الخلق فی رد الخلافات الی المذهب الحق من اصول التوحيد، ابن الوزير، محمد بن ابراهيم بن علی بن المرتضی الحسنی القاسمی، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الثانية، ۱۹۸۷م، ص ۵۲)۔ *اس مثال پر بعض ملحدوں نے سطحی اعتراضات کیے ہیں کہ جن کا عقلی و منطقی جواب ڈاکٹر ربیع احمد کے تحقیقی مقالہ* سفسطة الملاحدة حول مقولة : البعرة تدل على البعير *میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔*

(۶۳)﴿الله ولي الذين امنوا لا يخرجهم من الظلمت الى النور ط والذين كفروا اولياؤهم الطاغوت لا يخرجونهم من النور الى الظلمت ط اولئك اصحب النار ج هم فيها خلدون ﴿۲۵۷﴾﴾ (البقرة)۔ ﴿قد جاءكم من الله نور وكتب مبين ﴿۱۵﴾ يهدي به الله من اتبع رضوانه سبل السلم ويخرجهم من الظلمت الى النور باذنه ويهديهم الى صراط مستقيم ﴿۱۶﴾﴾ (المائدة)

❁❁❁

اپنے ذاتی اوقات میں سے کم از کم نصف گھنٹہ نکال کر
''بیان القرآن'' کے ترجمہ و ترجمانی کا ضرور مطالعہ کریں'
آپ یقیناً مستفید ہوں گے۔ (ان شاء اللہ!)